برصغیر میں

برطانوی راج کی مخالفت میں صوفیائے سیال شریف کا کردار

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور

مترجم

ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری

اسسٹنٹ پروفیسر جی سی یونیورسٹی

برصغیر میں

برطانوی راج کی مخالفت میں صوفیائے سیال شریف کا کردار

تحریر

پروفیسر ڈاکٹر محمد سلطان شاہ

صدر شعبہ عربی و علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی لاہور

مترجم

ڈاکٹر حافظ خورشید احمد قادری

اسسٹنٹ پروفیسر جی سی یونیورسٹی

0344-4466549

پیش لفظ

خانوادۂ سیال شریف کی تقریباً دو صدیوں پر محیط دینی، علمی و رُوحانی ، سیاسی و ملی اور عمرانی خدمات اُمتِ مسلمہ کے لیے لائق افتخار ہیں۔ اِن خدمات کے اعتراف و اِظہار کے لیے ''فَوزُ الُمَقَال فِی خُلَفَاءِ پِیر سیال''(9 مجلدات)سمیت متعدد کتب ورسائل تصنیف کیے گئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی لاہور کے شعبۂ عربی وعلومِ اِسلامیہ کے صدر پروفیسر ڈاکٹر سید محمد سلطان شاہ نے انگریزی زبان میں

The Mystics of Sial Sharif as Opponents of the British Rule in India

کے نام سے ایک نہایت تحقیقی مقالہ حوالۂ قرطاس کیا جو پنجاب یونیورسٹی لاہور کے تحقیقی مجلّہ "South Asian Studies" کی جلد نمبر 30، شمارہ 1، صفحہ 237۔ 256 میں زیورِ طباعت سے آراستہ ہوا۔

اِسی یونی ورسٹی کے اسسٹنٹ پروفیسر حافظ ڈاکٹر خورشید احمد قادری نے مذکورہ مقالہ کا **''برصغیر میں برطانوی راج کی مخالفت میں صوفیائے سیال شریف کا کردار''** کے نام سے ترجمہ کیا جو جامعہ نظامیہ رضویہ کے تحقیقی مجلّہ ''النظامیہ'' (مارچ تا نومبر 2016ء) میں قسط وار شائع ہوا۔

الفاظِ ترحم کے اِضافہ، حوالہ جات پر نظر ثانی، مکرر پروف ریڈنگ اور معمولی ترمیم کے بعد یہ مقالہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اِس کاوش میں شریک تمام افراد کی سعی اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

غبارِ راہ سیال

شکور احمد ضیاء سیالوی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

حسن ترتیب

عنوان	صفحہ
تعارف	5
خواجہ شمس العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	7
خلفاء شمس العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	13
خواجہ محمد الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	16
خلفاء حضرت ثانی لا ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	19
خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	20
خلفاء حضرت ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	34
خواجہ قمر الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج	37
خلفاء شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات	47
خانوادۂ پیر سیال کی جہادی کوششیں	49
حوالہ جات	52

تعارف

برصغیر میں تبلیغِ اِسلام کا سہرا صوفیاء کرام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِم کے سر رہا ہے۔ وہ پختہ کردار کے حامل عظیم مذہبی علما تھے، جنھوں نے مؤثر تبلیغ اسلام کے لیے مقامی زبانوں میں مہارت حاصل کی۔ صوفیاء کے کردار سے متاثر ہو کر بڑی تعداد میں ہندو دائرۂ اِسلام میں داخل ہوئے۔ تصوف کے مخالفین اِن عظیم صوفیا کو تارک الدنیا راہبوں جیسا خیال کرتے ہیں، لیکن علم و عمل کے پیکر یہ صوفیا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اِس ارشاد کی تصویر تھے:

''لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الاسْلَام۔''

اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں۔(1)

سلسلۂ سہروردیہ کے صوفیا رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِم اور سلاطین دہلی کے اِتنے مثالی تعلقات تھے کہ تین سہروردی صوفیا نے شیخ الاسلام کے منصبِ جلیل کو عزت بخشی۔ سلسلۂ چشتیہ کے صوفیا رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِم شاہی درباروں کی حاضری سے دُور رہتے، لیکن درباری زعما اُن سے بھی بہت عقیدت رکھتے۔ بحیثیت مجموعی برصغیر کے سبھی طبقوں کے باسی تمام سلاسل کے صوفیا سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔

برطانوی اِستعمار کے خلاف سیاسی میدان میں تمام صوفیا نے بہت متحرک کردار ادا کیا۔ سلسلۂ چشتیہ کے کچھ سجادگان کے انگریز حکومت سے خوش گوار تعلقات تھے، لیکن چشتیہ خانقاہوں کے سجادہ نشینوں کی اکثریت نے غاصب حکمرانوں کے خلاف اپنی دھرتی کی آزادی کے لیے بھرپور جدوجہد کی۔

''سیال شریف''، تحصیل ''ساہی وال'' میں واقع ضلع سرگودھا کا ایک گاؤں ہے۔ یہ

سرگودھا شہر سے جھنگ جانے والی سڑک پر 48 کلومیٹر کے فاصلے پر نظر نواز ہوتا ہے۔ یہ وہ پاکیزہ مقام ہے جہاں اپنے وقت کے چار عظیم ترین صوفیا رحمہم اللہ تعالیٰ ایک دیدہ زیب اور باوقار مزار میں محوِ آرام ہیں۔

سلسلۂ چشتیہ کے اِن چاروں بزرگوں نے تحریکِ آزادئ ہند میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ اُنھوں نے برطانیہ کے غاصبانہ قبضے کی ہر سطح پر مخالفت کی۔ برطانوی حکومت نے تحائف اور اِعزازات کے ذریعے مشائخِ سیال شریف کو رام کرنے کی بہت کوشش کی، لیکن اُنھیں کبھی ناحق کو حق کہنے پر آمادہ نہیں کیا جاسکا۔ پیر سیال کی گدی سے برطانوی راج کے خلاف ہمیشہ آواز بلند ہوتی رہی۔

ایک انگریز مورخ ڈیوڈ گِل مارٹن نے لکھا ہے:

"بہت سے سجادگان کو انگریز حکومت نے مقامی سطح پر اہم عہدوں سے نوازا۔ یہ بات جنوب مغربی پنجاب کے حوالہ سے درست ہے جہاں سجادگان کا شمار بڑے زمین داروں میں ہوتا اور وہ مقامی حکومتوں میں بڑے اثر و نفوذ کے مالک تھے۔"(2)

سیال شریف کے سجادہ نشینوں نے کبھی بھی برطانوی حکومت کے ساتھ تعاون کی ریت پر عمل نہیں کیا۔ زیرِ نظر مضمون کا مرکزی نکتہ پیر سیال کی چار نسلوں کے سیاسی کردار پر روشنی ڈالنا ہے۔ اِس مقالہ میں برصغیر میں انگریز کے اِستعماری اقتدار کے خلاف اور تحریک تخلیق پاکستان میں مشائخِ سیال شریف کے کردار کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ مضمون پیر سیال کے حوالہ سے تحریر کیے گئے ملفوظات اور تذکروں سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے۔

خواجہ شمس العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

خانقاہِ سیال شریف کے بانی شیخ المشائخ شمس العارفین خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۷۹۹ء۔۱۸۸۳ء) خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۷۷۰ء۔۱۸۵۰ء) کے خلیفہ تھے۔ آپ نے برطانوی اِستعمار کی بھرپور مخالفت کی۔ آپ بطورِ فخر فرمایا کرتے تھے:

''خدا نے میری آنکھوں کو کسی انگریز کی دید تک سے محفوظ رکھا ہے۔''

حضرت اعلیٰ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ کی زندگی میں بعض ایسے مواقع پیش آئے کہ آپ کی نظر اطہر انگریز پر پڑ سکتی تھی، لیکن رب تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کو انگریز کی دید سے محفوظ رکھا۔(3)

ایک مرتبہ آپ کو اطلاع دی گئی کہ ایک برطانوی افسر علاقے کا دورہ کرتے ہوئے سیال شریف آن پہنچا ہے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ وہ ابھی بنگلہ شریف کے راستے میں ہی تھا کہ آپ نے نفرت آمیز انداز میں فرمایا:

''وہ میرے پاس کیوں آ رہا ہے؟ وہ مجھ تک نہیں پہنچ سکتا۔''

اِدھر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے اُدھر غاصب حکومت کے نمائندہ افسر نے آپ کی خدمت میں حاضری کا خیال ترک کیا اور یہ کہتے ہوئے واپس پلٹ گیا کہ ''میں پھر کبھی حاضر ہو جاؤں گا۔''(4)

سلسلۂ نقشبندیہ کے مشہور صوفی میاں شیر محمد شرقپوری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۸۶۵ء۔۱۹۲۸ء) نے ایک مرتبہ خواجہ شمس العارفین علیہ الرحمۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''وہ برطانوی حکومت کے اندر رہتے ہوئے بھی اُس کے دائرۂ اثر سے باہر تھے۔''(5)

میاں صاحب کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ خواجہ صاحب انگریزوں کے زیرِ حکومت علاقے میں رہتے ہوئے بھی اُن سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے۔

ملکہ وکٹوریہ (۱۸۱۹ء۔۱۹۰۱ء) کے عہدِ حکومت میں انگریزوں نے افغانستان کے دارالحکومت کابل پر حملہ کیا۔ حضور شمس العارفین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ اپنے حجرۂ مبارکہ میں تشریف فرما تھے، آپ اچانک اُٹھے اور جنوبی دروازے کے قریب جا کر بڑے جلال سے فرمایا:

''جب افغان تلوار اُٹھائیں گے تو اِس عورت (ملکہ وکٹوریہ) کا لندن میں اپنے لباس میں ہی (خوف کے مارے) پیشاب خطا ہو جائے گا۔''

حضرت اعلیٰ نے یہ الفاظ دو یا تین مرتبہ دہرائے اور اِس جلالی کیفیت میں اپنی جگہ واپس تشریف لے گئے۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ برطانوی افواج نے عین اُس وقت کابل پر حملہ کیا تھا، لیکن پٹھانوں نے اُنھیں شکست سے دوچار کیا۔(6)

درحقیقت حضرت شمس العارفین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اپنے کشف کے ذریعے حملے کا حال جان کر اپنی کرامت کے ذریعے اُس کا انجام بھی ارشاد فرما دیا۔

انگریزوں اور افغانوں کے درمیان پہلی جنگ جنوری 1842ء میں لڑی گئی۔ برطانوی افواج کی قیادت جنرل ایلفن سٹون (۱۷۸۲ء۔۱۸۴۲ء) جب کہ افغان افواج اکبر خان کی رہنمائی میں برسرِ پیکار تھیں۔ یہ برطانیہ عظمیٰ کے دورِ عروج کا واقعہ ہے۔ اُس زمانے میں وکٹوریہ کی افواج کو ناقابلِ شکست مانا جاتا تھا۔ لیکن بہادر افغانوں نے نہ صرف

اُنھیں پسپائی پر مجبور کیا، بلکہ ایلفن سٹون کی فوج کا پڑاؤ بھی زمین بوس کر دیا۔9 جنوری 1842ء کو اکبر خان (۱۸۱۶ء۔۱۸۴۵ء) نے حملہ آوروں کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کر دیا اور سب کو قید میں ڈال دیا۔ سلطنت برطانیہ کے خلاف افغانوں کی شاندار فتح نے تین سال کی بے دخلی کے بعد دوست محمد خان (۱۷۹۳ء۔۱۸۶۳ء) کی تخت نشینی کو ممکن بنا دیا، جسے انگریزوں نے 1839ء میں کابل سے بے دخل کر دیا تھا۔(7)

امیر شیر خان (۱۸۲۵ء۔۱۸۷۹ء) کے دورِ حکومت کے آخری دنوں میں برطانوی حکومت نے بہت تیاری اور منصوبہ بندی کے ساتھ افغانستان پر ایک شدید حملہ کر دیا۔ انگریزوں اور افغانوں کی اِس دوسری جنگ میں میجر جنرل سرفریڈرک را برٹس (۱۸۳۲ء۔۱۹۱۴ء) برطانوی افواج کا سالار تھا۔ برطانوی ماہرین کو پورا یقین تھا کہ وہ افغانستان کو بہ آسانی زیر کر لیں گے۔ بریگیڈیئر جنرل جارج فروز کو حملے کا حکم ملا۔ دونوں افواج کے درمیان ایک خوں آشام معرکہ میوند کے مقام پر ہوا۔ امیر شیر خان کے برادرِ اصغر سردار ایوب خان (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) اپنی تلوار کے ساتھ اِس بہادری سے لڑے کہ اُن کا ہاتھ سوج کر تلوار کے دستے میں پھنس گیا، جسے بعد ازاں تلوار کا دستہ کاٹ کر الگ کیا گیا۔

جس دن افغانوں پر حملہ کیا گیا خواجہ شمس الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ اپنے حجرہ میں آرام فرما رہے تھے، بعد از وفات اِسی مقام پر آپ کی تدفین بھی عمل میں آئی۔ اچانک آپ جلالی انداز میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور شمالی دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر کچھ لمحات کھڑے رہے۔ بے چینی کے عالم میں آپ تین مرتبہ بیٹھے، کھڑے ہوئے اور پھر تشریف فرما ہو گئے۔ حضرت اعلیٰ کے مریدِ باصفا مولانا محمد معظم الدین مرولوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہ (۱۸۳۲ء۔۱۹۰۷ء) وہاں موجود تھے۔ اُنھوں نے حضرت کی غیر معمولی حرکات وسکنات کو

دیکھا تو سوال تو نہ کر سکے لیکن واقعہ کا وقت اور تاریخ لکھ لیے۔ چند دنوں بعد کچھ افغان معززین سیال شریف حاضر ہوئے۔ خواجہ شمس العارفین رَحْمَةُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اُن سے اُن کے وطن کے احوال دریافت کیے۔ اُنھوں نے بتایا کہ فلاں تاریخ کو برطانوی افواج نے ایک بھرپور حملہ افغانستان پر کیا، گھمسان کا رن پڑا، انگریزوں نے بار بار کی پسپائی کے بعد جب تیسری مرتبہ حملہ کیا تو بہادر افغانوں نے اللہ تبارک تعالیٰ کے فضل سے انگریزوں کو فیصلہ کن شکست دی۔ افغانوں کی یہ عظیم فتح 1879ء کو تاریخ کا حصہ بنی۔

ساری گفتگو کے بعد ثابت ہوا کہ خواجہ صاحب کی بے چینی اور افغانستان پر حملہ ایک ہی تاریخ کے واقعات ہیں۔ میوند کے مقام پر برطانیہ کو عبرتناک شکست دینے کے بعد امیر عبدالرحمان خان مرحوم سریر آرائے حکومتِ کابل ہوئے، امن وامان کی صورت حال کو بہتر بنایا اور ملک کو ترقی کی راہ پر ڈال دیا۔(8)

میوند کی لڑائی افغان اور برطانوی افواج کے درمیان 27 جولائی 1880ء کو لڑی گئی۔ افغان مجاہدین کی قیادت غازی محمد ایوب خان (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء)، جب کہ انگریزوں اور ہندوستانی مشترکہ افواج کی کمان بریگیڈیئر جنرل بروز (۱۸۲۷ء۔۱۹۱۷ء) کے ہاتھ تھی۔

میوند جنوبی افغانستان میں قندھار کے مغرب میں واقع ہے۔ انگریزوں کے خلاف شاندار فتح کے سبب غازی محمد ایوب خان کو ''فاتحِ میوند'' اور ''افغانوں کا شہزادہ چارلی'' کے القابات سے نوازا گیا۔ انگریز تاریخ دان ہاورڈ ہینس مین (۱۸۷۷ء۔۱۹۱۶ء) کے مطابق میوند کی جنگ میں برطانوی فوج کے ایک ہزار سے زیادہ سپاہی کام آئے۔(9)

جیفری گرین ہٹ بیان کرتا ہے کہ ہندوستان میں برطانوی افواج کی بدترین شکست میوند کے مقام پر ہوئی۔ اڑھائی ہزار برطانوی سپاہ میں سے چالیس فی صد جان سے گئے۔

اُن کی بڑی تعداد میدان سے بھاگتے ہوئے افغانوں کے غضب کا شکار ہوئی۔ اِس سے ایک مرتبہ پھر ثابت ہوا کہ افغانستان میں بیرونی حملہ آوروں کی کوئی جگہ نہیں ہے اور افغان قبائل اپنے وطن کی حفاظت کرنا جانتے ہیں۔(10)

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ افغان معاملات سے متعلق اتنے فکر مند کیوں تھے؟ پہلی وجہ تو بہت واضح ہے کہ ایک برادر مسلم ملک پر حملہ ایک مسلم صوفی کے لیے فکرمندی کا باعث تھا۔ دوسری وجہ ایک ذاتی حوالہ تھا کہ حضرت شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے علم حدیث اور علم فقہ شارح بخاری اور کابل میں مقیم نام ور عالم اُستاذ ''حافظ عمر دراز'' رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ سے پڑھے تھے۔ اُستاذ اور مادرِ علمی سے تعلق خاطر اِس فکرمندی کی وجہ تھی۔ اِسی لیے آپ جارحیت کے شکار افغانستان سے غیر متعلق نہ رہ سکے۔(11)

خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے ایک عقیدت مند ملک فتح شیر خان ٹوانہ نے کافی دفعہ آپ سے شکایت کی کہ اُن کی برادری کے ایک اور زمین دار ملک شیر محمد خان ٹوانہ اکثر پنجاب کے انگریز گورنر کو قیمتی تحائف دیتے رہتے ہیں، لیکن ملک فتح شیر اِتنے قیمتی تحائف دینے کی سکت نہیں رکھتے۔ جب بھی ملک فتح شیر اِس شکایت کے ساتھ سیال شریف آتے تو خواجہ صاحب دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دیتے۔ گورنر کا متوقع دورہ ملتوی ہو جاتا۔ ملک صاحب حضور شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے سچے مرید تھے، جو کچھ اُنھوں نے گورنر کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے جمع کیا ہوتا، دورہ ملتوی ہونے پر وہ سب کچھ لے کر سیال شریف حاضر ہو جاتے۔(12)

جنگ آزادی میں برصغیر کے باسیوں کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے پورے ملک پر

قبضہ کرلیا۔ جب انگریزی حکومت نے برصغیر کے طول وعرض میں کام شروع کیا تو کچھ مسلمان بھی انگریز حکومت کے ملازم ہو گئے۔

خواجہ شمس العارفین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ انگریزوں کی حکومت میں کسی بھی طرح کی ملازمت کو ناپسند کرتے اور فرمایا کرتے:

''غیر مسلموں کی ملازمت کرنا دین میں نقصان کا موجب ہوتا ہے۔''(13)

خلفاءِ شمس العارفین رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

خلیق احمد نظامی (پ ۱۹۲۵ء) نے لکھا ہے کہ خواجہ شمس الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے 35 سالکانِ راہِ طریقت کو خرقۂ خلافت سے نوازا۔(14)

لیکن حاجی محمد مرید احمد چشتی (وفات ۲۰۱۵ء) نے 110 اولیاء کے نام گنوائے ہیں جنہیں حضرت شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے خلافت کی ذمہ داریاں سونپیں۔(15)(یہ تعداد فوز المقال، جلد اول کے مطابق ہے۔ دیگر جلدوں میں مزید خلفا کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔)

خلفائے پیر سیال کی یہی فہرست ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی نے بھی اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں نقل کی ہے، جو انھوں نے 2010ء میں کراچی یونی ورسٹی میں پیش کیا۔(16)

خلفائے شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِم کی ایک بڑی تعداد اِستعماری حکمرانوں کے سخت خلاف تھی، وہ عملی سیاست سے کنارہ کش ہی رہے۔

ڈیوڈ گل مارٹن نے بیان کیا ہے کہ پیرِ طریقت سید مہر علی شاہ گولڑوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء) نے برطانوی حکومت کے ساتھ کسی بھی طرح کا تعاون کرنے سے صاف انکار کر دیا تھا اور مذہبی ذمہ داریوں کی بجا آوری کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔ آپ نے اپنے مریدین کی اِنفرادی اِصلاح کو اسلامی احکام کی بجا آوری کے ساتھ منسلک قرار دیا۔ اِس سلسلے میں آپ نے متعدد فتاویٰ جاری کیے جنہیں علما کی ایک بڑی تعداد نے علم و تحقیق کے شاہ کار قرار دیا۔(17)

برطانوی بادشاہ جارج پنجم (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۶ء) 1911ء میں ہندوستان کے دارالحکومت دہلی کے دورے پر آیا۔ اِس موقع پر بہت سی مذہبی شخصیات کو دہلی دربار میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے ایک مشہور خلیفہ پیر سید

مہر علی شاہ گولڑوی (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء) عَلَیہ الرحمة نے اِس شاہی دعوت نامے کو اِس بنا پر مسترد کر دیا کہ مجھ جیسے خادمِ اسلام کی دہلی دربار میں شرکت دینِ حق کی توہین کے مترادف ہے۔(18)

برطانوی حکومت آپ کی ہمدردیاں خریدنے میں ناکام رہی۔آپ کو خانقاہِ گولڑہ کے اخراجات کے لیے400مربع نہری زمین کی پیش کش کی گئی،لیکن حضرت گولڑوی نے پائے حقارت سے اِس بڑی جاگیر کو ٹھکرا دیا۔(19)

حضرت شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ کے ایک خلیفہ خواجہ اللہ بخش حاجی پوری رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ (۱۸۳۰ء۔۱۹۲۰ء) اپنے پیروکاروں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ برطانوی حکومت اور مسلمانانِ ہند کی کم نصیبی زیرِ گفتگو آ گئی۔آپ نے اپنے حاضرین کے سامنے اعلان کیا:

”انگریز یہاں سے چلا جائے گا اور یہ ملک آزاد ہو جائے گا۔تم ضرور انگریزوں کو نکلتے اور ملک چھوڑتے دیکھو گے۔“

جب14اگست1947ءکو پاکستان منصۂ شہود پر آیا تو آپ کے مریدین کی ایک بڑی تعداد نے آپ کی اِس پیش گوئی کو حقیقت بنتے اور آپ کی اِس کرامت کو ظہور میں آتے ہوئے دیکھا۔(20)

خواجہ شمس الدین سیالوی کے ایک اور خلیفہ،مولانا غلام قادر بھیروی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ (۱۸۲۵ء۔۱۹۰۹ء)1879ءمیں کلیة الشرقیہ (اورینٹل کالج) لاہور کے ساتھ عربی زبان و ادب کے اُستاذ کی حیثیت سے وابستہ ہوئے۔دو برس بعد یعنی1881ءمیں حکومت برطانیہ کو علما کے دستخطوں سے مزین ایک فتویٰ کی ضرورت پیش آئی۔بہت سے مسلمان علما نے اِس

فتوے پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا لیکن اِس کی مخالفت میں بھی علانیہ کچھ نہیں کہا۔ جب یہ فتویٰ مولانا غلام قادر سیالوی بھیروی رَحْمَةُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے ببانگ دہل اِس کی مخالفت کی اور اِس پر اپنے دستخطوں کو خارج از امکان قرار دیا۔ حکومت نے کلیۃ الشرقیہ کے رئیس ڈاکٹر جی ڈبلیو لائٹ نر (۱۸۴۰ء۔۱۸۹۹ء) سے رابطہ کیا کہ وہ اپنے کالج کے علما سے اِس فتوے پر تائیدی دستخط حاصل کریں۔ ڈاکٹر لائٹ نر تعطیلات موسم گرما کے لیے اُن دنوں شملہ میں تھے۔ اُنھوں نے اپنے عملہ میں موجود تمام علما کو ہدایت کی کہ وہ سرکاری ملازمت میں ہونے کی وجہ سے حکومت کے ایماء پر مطلوبہ فتویٰ جاری کریں۔ رئیس الکلیہ کا خط پڑھ کر مولانا بھیروی نے سب سے پہلے یہ کہتے ہوئے استعفیٰ دیا کہ ''میں غلط فتویٰ جاری نہیں کروں گا۔''

ڈاکٹر لائٹ نر اِس سطح کے بلند پایہ عالم کو کھونا نہیں چاہتے تھے اِس لیے اُنھوں نے دوسرے خط میں درخواست کی: ''مولانا! کالج کو خیر باد نہ کہیں۔'' آپ نے جواب میں لکھا:

''چوں کہ مجھے غلط فتویٰ جاری کرنے کے لیے مجبور کیا گیا، اِس لیے کالج میں اپنی تدریسی خدمت کو جاری نہیں رکھ سکتا۔''

جب تعطیلاتِ موسمِ گرما کے بعد پرنسپل واپس آئے تو اُنھوں نے مولانا سے ایک مرتبہ پھر درخواست کی کہ وہ کالج میں تدریسی خدمات کو جاری رکھیں لیکن مولانا نے فرمایا:

''مجھے خواب میں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ میں صرف قرآنِ کریم اور حدیثِ مبارک کی تعلیم سے وابستہ رہوں۔ مجھے کالج کی تنخواہ کی کوئی پروا نہیں، میری تنخواہ رب العزت کے خزانے سے ہر ماہ پہنچ جایا کرے گی۔ اِن حالات میں کلیۃ الشرقیہ میں تدریسی خدمات کے حوالہ سے معذور رہوں۔''(21)

خواجہ محمد الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

خواجہ شمس العارفین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے جانشین، اُن کے بیٹے خواجہ محمد الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۸۳۷ء۔۱۹۰۹ء) اپنے والدِ گرامی کی نسبت نرم مزاج بزرگ تھے اور انگریزوں سے ملاقات کو کارِ گناہ نہیں سمجھتے تھے۔ اِس بات کی کافی شہادتیں موجود ہیں کہ آپ نے ایک سے زیادہ مرتبہ بعض گوروں کو شرفِ ملاقات بخشا۔

غلام دستگیر خان بے خود مرحوم نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی انگریز نے حضرت ثانی صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ سے پوچھا:

''آپ صوفیا کے یومِ وفات کو عرس کیوں کہتے ہیں اور لفظ ''عرس'' کا مطلب کیا ہے؟''

آپ نے جواب دیا:

''عرس کا مطلب شادی ہے، اور ہم ایسا اِس لیے کہتے ہیں کہ بزرگان دین کی وفات کے بعد اُن کی ایک قسم کی نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے اور اُن کے انتقال کا دن بے حجابانہ وصل کا مطلع انوار ہوتا ہے اور اُن کو بے انتہا درجات وانعامات دیے جاتے ہیں۔ یہ حالات پس ماندگان کے لیے باعث خوشی ہیں۔''

یہ جواب سن کر وہ حیران ہوا اور کچھ توقف کے بعد کہنے لگا:

''آپ کسی خاتون کے یوم وصال کو عرس کیوں نہیں کہتے؟''

خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے جواب دیا:

''کسی خاتون کے یومِ وصال کو عرس کہنے میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ وہ تو خود ہی

عروس (دلہن) ہوتی ہے۔''

اِس جواب کے بعد گورا مزید سوالات کی جرأت نہ کر سکا اور خاموش ہو گیا۔(22)

ایک مرتبہ پولیس کا ایک اعلیٰ افسر کسی پادری کو لے کر سیال شریف آیا۔ اہلِ قریہ کے لیے یہ ایک اَن ہونی بات تھی۔ اِردگرد کی بستیوں سے بہت سے لوگ سیال شریف میں جمع ہو گئے۔ خواجہ محمد الدین سیالوی رَحمَةُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ نے لوگوں کے بیٹھنے کے لیے چٹائیاں اور برطانوی نوواردوں کے لیے چارپائیاں بچھانے کا حکم دیا۔ اِطمینان سے بیٹھ جانے کے بعد پولیس افسر نے کہا:

''مولوی صاحب! ہمارا پادری خدا کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہے۔''

خواجہ صاحب نے فرمایا:

''شوق سے کریں۔''

پادری نے عقیدۂ تثلیث میں ''عیسیٰ علیہ السلام کے تین میں سے ایک'' ہونے اور عقیدۂ ''کفارہ'' سے متعلق ایک لمبی تقریر کی۔ پادری کی طول بیانی کے دوران خواجہ صاحب نے ایک باوقار خاموشی اختیار کیے رکھی اور کسی بھی مرحلے پر مداخلت نہیں فرمائی۔ حاضرین آپ کی اِس خاموشی پر حیران تھے۔ اِسی دوران اذانِ عصر کی آواز آئی تو خواجہ صاحب نے فرمایا:

''پادری جی! آپ کے خدا کی باتیں تو ہم بہت سن چکے، اب ہمیں اپنے اللہ کی بات سننے کے لیے جانے دو۔''

پادری نے حیرت سے پوچھا:

''آپ کیا فرما رہے ہیں؟ کیا آپ کا اللہ ہمارے خدا سے مختلف ہے؟''

آپ نے فرمایا:

”تمہارے خدا کی بیوی اور بچے ہیں لیکن ہمارا اللہ وحدہ لاشریک ہے۔“(وہ یکتا ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔)(23)

درحقیقت خواجہ صاحب کا اِرادہ پادری کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی اِس آیتِ قرآنی کی روشنی میں تبلیغ کرنا تھا:

”بے شک اُن لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا یقیناً اللہ تین معبودوں میں سے تیسرا ہے، حالاں کہ ایک معبود کے علاوہ کوئی سچا معبود نہیں۔“(24)

خلفاءِ حضرت ثانی لاثانی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

حاجی محمد مرید احمد چشتی نے لکھا ہے کہ خواجہ محمد الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے 26 اولیاء کو خلعتِ خلافت عطا فرمائی۔(25)

آپ کے خلفاء میں سے مولانا محمد ذاکر بگوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۸۷۶ء۔۱۹۱۶ء) کا شمار اعلیٰ پائے کے علما میں ہوتا تھا۔(26)

جب پرنس آف ویلز لاہور آیا تو آپ نے داڑھی کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کی:

”یقیناً داڑھی عزت اور شرافت کی علامت ہے۔ دیکھ لو! اِن لوگوں (عیسائیوں) کے بادشاہ اور پادری، سب داڑھی رکھتے ہیں۔“(27)

حضرت ثانی کے ایک اور خلیفہ خواجہ محمد شریف چشتی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۸۷۰ء۔۱۹۱۷ء) کو ایک انگریز افسر نے سُرَکی کے ایک آدمی کی تفتیش کے سلسلے میں بلایا۔ آپ کھوڑہ کے میاں امیر عبداللہ کے ہمراہ اُس افسر سے ملنے کے لیے کھوائی تشریف لے گئے۔ جب سے آپ اُس کی طرف روانہ ہوئے وہ آپ کی کشش کے باعث اپنی کرسی پر نہ بیٹھ سکا۔ اُس نے آپ کی شخصیت متأثر ہوکر 500 بیگہ اراضی بطور نذرانہ پیش کرنی چاہی لیکن آپ نے زمین قبول کرنے سے انکار کردیا اور کمال اِستغنا سے فرمایا:

”ہم درویشوں کو جائداد سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔“(28)

خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ (۱۸۸۷ء۔۱۹۲۷ء) حضرت ثانی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے لختِ جگر اور خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے پوتے تھے۔ آپ بھی اپنے اَسلاف کی طرح برطانوی حکومت سے شدید نفرت کرتے تھے۔

خواجہ قمر الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے پہلی عالمی جنگ میں برطانوی فوج میں شمولیت اختیار کی، اُنھوں نے دراصل برطانوی حکومت کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کے خلاف قتال کیا۔ پہلی جنگ عظیم میں حصہ لینے والے ہندوستانی فوجیوں کے نام یادگاری پتھروں پر کندہ کرا کے متعلقہ گاؤں کے نمبرداروں کو بھیجے گئے تا کہ عزت وفخر کی علامت کے طور پر اُنھیں گاؤں میں نصب کیا جائے۔ خواجہ ضیاء الدین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ سُرَکی شریف تشریف لے گئے تو نمبردار کی رہائش کے باہر اِس طرح کا ایک پتھر نصب دیکھ کر پُر جلال آواز میں فرمایا:

> ''تم لوگوں کو (اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف لڑ کر) شرم نہیں آتی ؟ تم نے دشمنانِ اسلام (انگریزوں) کے ماتحت رہ کر یادگاری پتھر بطورِ فخر رکھے ہوئے ہیں۔''

آپ کے ارشاد کی تعمیل میں لوگوں نے نصب شدہ پتھر پر کندہ ناموں کو مٹا دیا۔ غلام محمد نامی پولیس افسر نے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو شکایت کی کہ سجادہ نشین سیال شریف کے اُکسانے پر مولانا ظہور احمد بگوی (۱۹۰۰ء۔۱۹۴۵ء) نے یادگاری پتھر پر کندہ ناموں کو مٹا دیا ہے۔ اِس شکایت پر کوئی کارروائی نہ ہوسکی اور پولیس افسر کو اپنی اُڑائی ہوئی گرد خود ہی چاٹنی پڑی اور سب نادم ہوئے۔ (29)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت ثالث رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے حکم پر ایک ایسے یادگاری پتھر کو اُکھیڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا گیا جس پر برصغیر کے اُن فوجیوں کے نام کندہ تھے جنھوں نے ترکی کی اسلامی سلطنت کے خلاف جنگ میں حصہ لیا تھا۔ آپ نے فرمایا:

''میں ایسے بدقماش لوگوں کے نام دیکھنا پسند نہیں کرتا جنھوں نے ترکی کے مسلمانوں پر گولیاں چلائیں۔''(30)

ڈاکٹر انوار احمد بگوی کا بیان ہے کہ یہ واقعہ وادیِ سون سکیسر میں سُرکی کے مقام پر اُس وقت پیش آیا جب خواجہ ضیاءالدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ تحریک خلافت کے حوالہ سے مولانا ظہور احمد بگوی کے ہمراہ علاقے کے دورے پر تھے۔ مولانا بگوی نے گاؤں والوں سے اپنے خطاب میں ترکی کے خلاف لڑنے والے فوجیوں کے کرتوتوں سے جب لوگوں کو آگاہ کیا تو چند پُرجوش نوجوانوں نے یادگاری پتھر کو گرا کر ریزہ ریزہ کر دیا۔(31)

اِس جرم کی وجہ سے آپ کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا اور عدالتی کارروائی سب ڈویژنل مجسٹریٹ چنیوٹ کی عدالت میں ہوئی۔ اِس قصور کی پاداش میں کچھ عرصہ کے لیے مولانا بگوی رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کی تقریر پر پابندی لگا دی گئی۔ اِس جبری خاموشی کے دوران آپ بھیرہ میں مسلسل خطبۂ جمعہ اِرشاد فرماتے رہے لیکن ایک سال تک عوامی جلسوں میں شرکت سے پرہیز ہی رہا۔(32)

وادیِ سون سکیسر میں ملکہ وکٹوریہ کا ایک مجسمہ نصب تھا۔ حضرت ثالث خواجہ ضیاءالدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے اپنے معتقدین کو یہ مجسمہ ہٹانے کا حکم دیا، اِس لیے انگریز حکومت خواجہ ضیاءالدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ سے ہمیشہ ناخوش رہی۔(33)

ضلع شاہ پور کے ڈپٹی کمشنر مسٹر جنکن نے تحصیل دار شاہ پور راجا کفایت علی کو نہنگ بنگلہ

سے گورنر پنجاب کی نمائندگی کے لیے سیال شریف بھیجا۔ وہ حضرت ثالث رَحِمَهُ اللهُ تعالی عَلَيْه کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں گویا ہوا:

''حکومت اور گورنر پنجاب آپ کی مذہبی خدمات اور رُوحانیت سے بہت متاثر ہیں اور وہ آپ جیسے مذہبی اور متوکل فرد کو دُنیاوی فکروں سے آزاد کرنا چاہتے ہیں۔ اِس لیے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ 20 مربع زمین (ایک مربع 25 ایکڑ کے برابر ہوتا ہے) آپ کی ذاتی ضروریات کے لیے آپ کے نام کردی جائے۔ مزید برآں مجھے یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ اگر ضرورت محسوس کروں تو اِس میں 7 مربع زمین کا اضافہ کر کے اِسے 27 مربع بنا دوں۔''

آپ رَحِمَهُ اللهُ تَعالی عَلَيْه نے مسکراتے ہوئے یہ بات سنی اور دریافت فرمایا:

''یہ زمین کہاں واقع ہے؟''

راجا اِس سوال سے خوش ہوا اور اُس نے پُر جوش انداز میں بتایا جناب لائل پور، سرگودھا، یا سیال شریف سے متصل رکھ فتح والی میں۔ اِن علاقوں کی زمین بہت زرخیز ہے، آپ جہاں پسند فرمائیں گے زمین آپ کے نام کردی جائے گی۔ خواجہ ضیاء الدین مسکرائے اور نفرت آمیز انداز میں فرمایا:

''یہ زمینیں تو پہلے ہی میری ہیں، کیونکہ یہ میرے کسی مسلمان بھائی کی ہی ملکیت ہیں۔ میرا تو خیال تھا کہ حکومت انگلینڈ میں کوئی زمین میرے نام کرنا چاہتی ہے۔''

پھر جھڑکتے ہوئے فرمایا:

بروایں دام برمرغے دِگرنہ   کہ عنقا را بلند است آشیانہ (34)

خواجہ قمرالدین سیالوی رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے بیان کے مطابق آپ نے تحصیل دار کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا پھر ڈانٹتے ہوئے فرمایا:

''دفع ہو جاؤ، تم لوگ میرے ایمان کا سودا کرنے آئے ہو!'' (35)

ایک مرتبہ حضرت ثالث عَلَیہ الرحمۃ خواجہ نظام الدین اولیاء رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ (۱۲۳۸ء۔۱۳۲۵ء) کی درگاہ پر حاضری کے لیے دہلی تشریف لے گئے۔ عصر کے وقت قریب ہی ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گئے تو مسجد کو مقفل پایا اور دو برطانوی سپاہی مرکزی دروازے پر بندوقیں لے کر پہرہ دے رہے تھے۔ حضرت ثالث رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا کہ غیر ملکی حکمران مسجد کو ذاتی جاگیر سمجھ کر اپنے مصرف میں لانا چاہتے ہیں۔ اُس وقت آپ کے چھوٹے بھائی صاحب زادہ محمد عبداللہ سیالوی مرحوم، ڈاکٹر فیروز الدین مرحوم اور ایک خادم عیسیٰ قریشی مرحوم آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے صاحبزادہ محمد عبداللہ سیالوی کو تالا توڑنے کا حکم دیا۔ مسجد میں داخل ہوئے تو حیران کن منظر دیکھا کہ مسجد کے فرش پر کابل سے درآمد شدہ گھاس شاہی گھوڑوں کے لیے موجود تھی، یعنی اُس پاکیزہ جگہ کو شاہی اِصطبل کے طور پر استعمال کیا جا رہا تھا۔ آپ نے عیسیٰ قریشی کو رائفل کے ساتھ دروازے پر کھڑا رہنے کا حکم دیا اور فرمایا:

''اگر کوئی گورا رُکاوٹ بننے کی کوشش کرے تو اُسے گولیوں سے چھلنی کر دو۔''

آپ نے اپنے ہاتھ سے مسجد کی صفائی کی، اذان دے کر باجماعت نماز ادا کر کے ایک خط کمشنر دہلی کو اِس مضمون کا لکھا:

''مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے جسے وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ مسلمان اِس کے تقدس کو بحال کرنا اپنا مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔ اِس لیے میں تمہیں

ہدایت کرتا ہوں کہ مسجد جسے اصطبل کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے، جلد از جلد آباد کرنے کا بندوبست کیا جائے اور کل شام تک مجھے اطلاع دی جائے۔''

اگلے دن عصر کی نماز کے لیے آپ اُسی مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک بوڑھے مولوی صاحب مسجد کے اندر تلاوتِ کلام مجید میں مشغول ہیں۔ مولوی صاحب نے حضرت ثالث کو بتایا:

''کمشنر نے کل شام اُنھیں 30 روپے ماہوار مشاہرہ پر اِس مسجد کا امام متعین کیا اور وہ آج صبح یہاں پہنچے ہیں۔''

حضرت ثالث یہ بات سن کر خوش ہوئے، 20 روپے مولوی صاحب کو ہدیہ کیا، اپنا مکمل نام و پتا لکھ کر دیا اور فرمایا:

''آپ کو اِس درویش کی جانب سے ہر ماہ 20 روپے ہدیہ پہنچتے رہیں گے، دل جمعی سے مسجد کی خدمت کریں۔''(36)

ایک موقع پر انگریز ڈپٹی کمشنر خواجہ ضیاء الدین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی زیارت کے لیے سیال شریف حاضر ہوا۔ صاحب زادہ محمد سعد اللہ سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اُسے بنگلہ شریف میں بٹھایا۔ خواجہ صاحب اپنی خواب گاہ میں تشریف فرما تھے۔ صاحب زادہ سعد اللہ سیالوی نے آپ کو ڈپٹی کمشنر کے آنے کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا:

''وہ میری اجازت کے بغیر میری رہائش گاہ میں کیوں داخل ہوا؟ اُسے کہو کہ واپس چلا جائے۔''

سعد اللہ صاحب نے درخواست کی کہ ڈپٹی کمشنر آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے، آپ اُسے باریاب کرلیں۔ آپ نے فرمایا:

''میں اُسے نہیں ملنا چاہتا۔''

صاحب زادہ صاحب نے ڈی سی کو بتایا کہ حضرت صاحب اپنی خواب گاہ میں ہیں اِس لیے آپ سے نہیں مل سکتے۔ ڈی سی معاملہ کی تہ تک پہنچ گیا اور کہا:

''آپ نے مجھے درست صورت حال سے آگاہ نہیں کیا۔ میرا خیال ہے کہ خواجہ صاحب مجھ سے ملنا نہیں چاہتے۔''(37)

اِس طرح انگریز افسر ایک محبّ وطن کی ملاقات سے محروم رہ گیا۔

متحدہ برطانیہ عظمٰی کے شہنشاہ کا نام جارج پنجم (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۶ء) تھا۔ حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اپنے پالتو کتے کا نام شاہِ برطانیہ کے نام پر جارج رکھا۔ آپ اپنے خادم کو اکثر مجمع عام میں فرمایا کرتے:

''جاؤ جارج پنجم کو لسی دے آؤ۔ اُس کے کھانے کا وقت ہے، اُسے روٹی ڈال آؤ۔''(38)

خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کا بیان ہے کہ انگریز اپنے پالتو کتوں کا نام ''ٹیپو'' رکھا کرتے تھے۔ حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے صرف اپنی انگریز دشمنی کے اِظہار کے لیے ایک کتا پالا اور اُس کا نام ''جارج پنجم'' رکھا اور سرِ عام ارشاد فرماتے کہ ''جارج'' کو پانی ڈالو اور ٹکڑا پھینکو۔ یہ آپ کی مذہبی غیرت اور دینی حمیت کا ایک ثبوت تھا۔(39)

انگریزوں سے آپ کی نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں کبھی انگریز کا بنا ہوا لالٹین کا استعمال نہیں کیا، کیونکہ برطانوی ساختہ چیز خریدنا انگریز کے ساتھ تعاون کے مترادف تھا۔ بجلی کی عدم دستیابی کی وجہ سے آپ رات کے وقت روشنی کے حصول کے لیے مٹی کا دیا اِستعمال فرماتے۔(40)

غاصب حکومت کے خلاف آپ کی نفرت اِس درجے کو پہنچی ہوئی تھی کہ اگر انگریز حکومت کا کوئی ملازم لنگر شریف کے برتن میں کھانا کھالیتا یا صرف اُسے چھو لیتا تو آپ ایسے برتن کو توڑ دینے کا حکم صادر فرما دیا کرتے۔(41)

ایک مرتبہ انگریز فوج کے کسی ملازم نے آپ کی پسندیدہ گھوڑی کی پیٹھ پر ہاتھ لگایا۔ جب کو آپ کو معلوم ہوا تو فرمانے لگے:

''یہ اب میرے اِستعمال کے قابل نہیں رہی، کیونکہ اِسے فرنگی ملازم کا ہاتھ لگ گیا ہے۔''(42)

تحریک ہجرت اور علما کے دو گروہ:

برصغیر کے علما ہندوستان کے دارالسلام یا دارالحرب ہونے کے سوال پر متفق نہیں تھے۔ وہ علما جو ہندوستان کو دارالحرب قرار دیتے، اُن کا اصرار تھا کہ مسلمانوں کو ہمسایہ اسلامی ملک افغانستان کی طرف ہجرت کر جانی چاہیے، کیوں کہ دارالحرب سے ہجرت واجب ہے۔

مولانا امام احمد رضا خان بریلوی رَحۡمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیۡہ (۱۸۵۶ء۔۱۹۲۱ء) نے جہاد اور ہجرت کو ہندوستانی مسلمانوں کے لیے نا قابلِ قبول قرار دیا، کیوں کہ یہ دونوں عمل آنکھ بند کر کے موت کے منہ میں چھلانگ لگانے کے مترادف تھے۔

ہجرت کی تائید کرنے والوں میں بھی بڑے بڑے نام شامل تھے جیسے کہ مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۳ء۔۱۹۵۶ء)، ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۸ء)، علی برادران، عطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۱ء)، ثناء اللہ امرتسری (۱۸۶۸ء۔۱۹۴۸ء)، احمد علی لاہوری (۱۸۸۷ء۔۱۹۶۲ء)، اور مولانا داؤد غزنوی (۱۸۹۵ء۔۱۹۶۳ء)، جب کہ ہجرت کو فقط

تباہی کا راستہ قرار دینے والوں کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی جن میں ابوالحسنات محمد عبدالحی فرنگی محلی (۱۸۴۸ء۔۱۸۸۶ء)، اشرف علی تھانوی (۱۸۶۳ء۔۱۹۴۳ء)، نواب صدیق حسن خان (۱۸۳۲ء۔۱۸۹۰ء) اور شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) جیسے بڑے نام شامل ہیں۔ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاسم نانوتوی (۱۸۳۳ء۔۱۸۸۰ء) کی رائے سب علما سے مختلف تھی۔ وہ ہجرت کے وجوب کے حوالہ سے ہندوستان کو دارالحرب جب کہ سودی کاروبار کے حوالہ سے دارالسلام قرار دیتے۔ رشید احمد گنگوہی (۱۸۲۹ء۔۱۹۰۵ء) بھی مہتمم دیوبند سے مختلف رائے کا اظہار نہ کر سکے۔ تحریک خلافت کے پرزور مؤید مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۱۸۷۸ء۔۱۹۲۶ء) ہندوستان کو دارالسلام قرار دیتے۔(43)

حضرت ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور تحریک ہجرت:

ہندوستان کے اُس وقت کے ماحول میں خانقاہوں کے سجادگان کی آراء میں بھی ہجرت کے حوالہ سے اختلاف تھا۔ خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ افغانستان کی طرف ہجرت کے قائل تھے۔ آپ کے فرزند خواجہ غلام فخر الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے ایک مرتبہ فرمایا:

> ”مجھے اپنے بچپن کے وہ دن اچھی طرح یاد ہیں جب حضرت ثالث علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے سامان باندھ رکھو، ہمیں کسی بھی وقت افغانستان کی طرف ہجرت کرنا پڑ سکتی ہے۔“(44)

حکیم علی محمد مرحوم کا بیان ہے کہ خواجہ ضیاء الدین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ بہت سنجیدگی سے افغانستان کی طرف ہجرت کے بارے سوچا کرتے۔ آپ نے حکیم صاحب کو تحصیل خوشاب

میں واقع بٹالہ کے کرنل رُکن الدین کے پاس ہجرت کے سلسلے میں مشاورت کے لیے بھیجا۔ دراصل کرنل صاحب ایک لمبے عرصہ تک افغانستان میں اِقامت پذیر رہ چکے تھے، اِسی لیے اُن سے مشاورت کی گئی۔ کرنل صاحب نے اِس سفر کی مشکلات کو نمایاں کیا تو حضرت ثالث کو حالات سے آگاہ کر دیا گیا۔(45)

حکیم علی محمد کو ایک قبائلی کارواں کے ساتھ افغانستان بھیجا گیا تاکہ وہ ہجرت سے پہلے افغانستان کے حالات کا بچشمِ خود جائزہ لے سکیں۔ مولانا محمد ذاکر نے حکیم صاحب کے ہمراہ جانے کی اجازت طلب کی تو مولانا کو بھی ساتھ بھیج دیا گیا۔ روانگی سے پہلے وہ دونوں تونسہ شریف کے ایک پٹھان شیر خان سے ملے اور اُس کے کارواں کے ساتھ جانے کے معاملات طے ہوئے لیکن جب دونوں حضرات شیر خان کے کاروان میں پہنچے تو اُسے غیر حاضر پایا۔ اہلِ کارواں نے دو ہندوستانیوں کو ہم رکاب کرنے سے انکار کر دیا اور حکومت افغانستان نے بھی اُنھیں آنے کی اجازت نہیں دی۔ اِس طرح دونوں اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے اور وطن واپس آ گئے۔(46)

خواجہ ضیاءالدین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے تحریکِ خلافت، تحریکِ ہجرت اور تحریکِ عدم تعاون تینوں میں بھرپور حصہ لیا۔ گِل مارٹن کی تحقیق کے مطابق سیال شریف کے سجادہ نشیں پیر ضیاءالدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے انگریزوں کے خلاف فتویٰ دینے پر جمعیت علمائے ہند کی تائید کی۔(47)

جب تحریک خلافت اپنے عروج پر تھی تو خواجہ ضیاءالدین سیالوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی زوجہ محترمہ سے کہا کہ سونے کے تمام زیورات لے آئیں تاکہ اُنھیں بیچ کر ترک مجاہدین کے لیے رقم بھجوائی جا سکے۔ آپ کی زوجہ محترمہ مرحومہ نے تعمیل اِرشاد کرتے ہوئے

بصد مسرت تمام زیورات پیش کر دیے۔(48)

حضرت ثالث رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اپنے مریدین کی مدد سے بھی ہزاروں روپیہ جمع کر کے ترک مجاہدین کی مدد کے لیے روانہ فرمایا۔(49)

حضرت ثالث کے دادا، خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے خلیفہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اپنی مستورات کے زیورات اور گھوڑے تک بیچ کر چندہ اپنے ترک بھائیوں کی نذر کیا۔(50)

خواجہ ضیاء الدین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے ایک فتویٰ جاری کیا جس کے مطابق برطانوی حکومت کی فوج اور پولیس میں ملازمت کو حرام قرار دیا گیا۔ یہ فتویٰ ''امرِ معروف'' کے نام سے بڑے پیمانے پر شائع ہوا۔(51)

حضرت ثالث رحمہ اللہ تعالی اور تحریکِ عدم تعاون:

تحریکِ عدم تعاون کے حوالہ سے حضرت ثالث رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اپنے دادا خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے خلیفہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ سے مختلف رائے کا اظہار کیا۔ تحریک میں ایک تناؤ کی کیفیت اُس وقت پیدا ہوئی جب مولانا محمد اسحاق مانسہروی کو حضرت ثالث نے اجازت دی کہ سیال شریف کے سالانہ عرس کے موقع پر تحریک خلافت کی مخالفت کے حوالہ سے حضرت گولڑوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کو عوامی مناظرہ کا چیلنج دے دیں۔ عارفِ گولڑہ کے بہت سے وہ مرید جو عرس پاک میں شریک تھے، اُن کے لیے یہ چیلنج پریشان کن تھا۔ اِس کے نتیجے میں لاقانونیت کی کیفیت پیدا ہو سکتی تھی، لیکن دونوں جانب سے گلے شکوے دُور کرنے کی کوششیں کامیاب رہیں۔(52)

حضرت ثالث اور عارفِ گولڑہ رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہِما کے درمیان تحریک عدم تعاون کے حوالہ سے مختلف نقطۂ نظر کی وجہ سے خط و کتابت موجود ہے، لیکن اِس بات پر دونوں کا کامل اتفاق تھا کہ برطانوی حکومت کی ملازمت حرام ہے۔ نواب میاں محمد حیات قریشی مرحوم اور مولانا محمد دین بدھوی مرحوم کی مصالحانہ کوششوں سے دونوں بزرگوں کے درمیان اِختلاف موافقت میں تبدیل ہو گیا۔(53)

خواجہ ضیاء الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کی 1920ء کے عرس پر کی جانے والی تقریر کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے لیے ''اعلان واجب الاذعان'' کے عنوان سے شائع کیا گیا۔(54)

خواجہ ضیاء الدین سیالوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک فتوی:

اپنے ایک فتویٰ میں حضرت ثالث رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے اپنے معتقدین پر زور دیا کہ وہ حکومت برطانیہ سے کسی بھی قسم کے تعاون سے گریز کریں۔

فتوی کی درج ذیل ہدایات زیادہ نمایاں تھیں:

۱۔ حکومتی خطابات واپس کرنا اور اِعزازی عہدے چھوڑ دینا۔

۲۔ کونسلوں کی رُکنیت سے الگ ہونا اور امیدواروں کو ووٹ دینے سے گریز کرنا۔

۳۔ دشمنان دین کو تجارتی فوائد نہ پہنچانا۔

۴۔ سکولوں اور کالجوں کے لیے مالی اِمداد قبول نہ کرنا اور سرکاری یونی ورسٹیوں کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہ رکھنا۔

۵۔ دشمنان دین کی فوج میں ملازمت نہ کرنا اور کسی قسم کی فوجی اِمداد نہ پہنچانا۔

۶۔ اپنے مقدمات کے لیے انگریزی عدالتوں کی طرف رُجوع نہ کرنا اور وکیل کے طور پراُن کورٹس میں مقدمات کی پیری نہ کرنا۔(55)

خواجہ ضیاء الدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کا شمار علاقے کے بڑے زمین داروں میں ہوتا تھا،لیکن آپ نے انگریزی حکومت کو لگان کی مد میں کبھی پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی۔(56)

آپ نے تمام انگریزی مصنوعات خاص طور پر انگریزی کارخانوں سے بنے کپڑے کا سخت بائیکاٹ کیا۔آپ نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا کہ سب مستورات چرخے پر سوت کاتیں اور کھدر بُن کر استعمال کریں۔خود بھی کھدر زیب تن فرماتے اور گھر میں بھی کھدر استعمال ہوتا۔(57)

ہجرت کے حق میں فتویٰ کے حوالہ سے خواجہ ضیاء الدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کا کردار بہت سے دوسرے علما سے مختلف تھا۔سید عطاء اللہ شاہ بخاری (۱۸۹۲ء۔۱۹۶۱ء)، ثناء اللہ امرتسری، ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء۔۱۹۵۸ء)،اور مولانا شوکت علی (۱۸۷۳ء۔۱۹۳۹ء) سب عوام کو ہجرت کرنے کی تبلیغ کر رہے تھے،لیکن اِن میں سے کسی رہنما نے خود افغانستان یا ایشیائے کوچک کی طرف ہجرت نہیں کی۔(58) اِس کے برعکس خواجہ ضیاء الدین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے سنجیدگی سے ہجرت افغانستان کے لیے سوچا اور اپنے نمائندگان کے ذریعے راستہ بھی ہموار کرنا چاہا،لیکن رب العزت نے اِس آزمائش سے خلوص اور تقویٰ جیسی خصوصیات کی برکت سے آپ کو محفوظ رکھا۔

پنجاب کے چند معروف سجادگان جیسے کہ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (وفات:۱۹۵۱ء)، پیر فضل شاہ جلال پوری اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۷ء) رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہم نے اِس پُر خطر سفر کی مخالفت اِس لیے کی کہ اُن کی دیانت دارانہ رائے

ہی یہ تھی کہ اِس ہجرت کا قوم کے مسائل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور یہ نہ صرف غیر ضروری بلکہ قوم کے لیے نقصان دہ بھی تھی۔(59)

حالاں کہ پیر سید مہر علی شاہ رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے دادا حضور کے خلیفہ تھے لیکن اُنھوں نے ہجرت کے معاملہ میں کبھی اپنے پیر خانے کی حمایت نہیں کی۔ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے عارف گولڑہ نے فرمایا:

''اِس ہجرت کے جواز کی کوئی وجہ کتاب وسنت اور دیگر دلائل شرعیہ سے نہیں ملتی، نہ اِس قسم کی ہجرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کی ہے۔''(60)

حضرت ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ انگریزی حکومت کی نظر میں:

انگریزوں کے جاسوسی محکمہ کے کارندوں کے ذریعے حضرت ثالث کی مسلسل نگرانی کی جاتی۔ایک پولیس سپریٹنڈنٹ ڈی جانس آپ کی تمام مصروفیات سے باخبر رہتا اور اپنی کارگزاری سے حکومت برطانیہ کو آگاہ رکھتا۔ڈی جانس کی رپورٹ کے مطابق انگریز حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے میں خواجہ محمد ضیاء الدین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ مرکزی کردار تھے۔مزید یہ کہ خلافت کمیٹی اور تحریکِ عدم تعاون کے لیے مالی معاونت کا سب سے بڑا ذریعہ بھی آپ ہی تھے۔جب 19 مارچ 1920ء کو گورنر پنجاب ملتان میں قیام پذیر تھا تو خواجہ ضیاء الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے تین مریدوں (جنہیں پیر صاحب نے خود اِس مقصد کے لیے متعین کیا تھا) کو گورنر کی رہائش گاہ پر حملہ کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے دھماکا خیز مواد سمیت پکڑ لیا گیا۔

ڈی جانس نے آپ کی مصروفیات کو برطانیہ عظمیٰ کی حکومت کے لیے نقصان دہ قرار دیا۔

آپ کو مقامی نفاذِ قانون کے اداروں کے لیے دردِ سر اور رُکاوٹ بھی قرار دیا۔ اُس نے لکھا کہ برطانوی گماشتوں کی طرف سے براہِ راست اور بالواسطہ بہت سی کوششیں کی گئیں کہ آپ کے دل کو انگریزوں کے لیے نرم کر لیا جائے یا آپ کے رویے کو غاصبوں کے لیے قابلِ برداشت بنا لیا جائے لیکن سب بے سود رہا۔ تمام کوششوں کی ناکامی کے بعد آپ کی کڑی نگرانی شروع کر دی گئی اور ایک مستقل عملہ اِس مقصد کے لیے متعین کر دیا گیا۔(61)

جس دن حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اِس مادی دُنیا کو خیر باد کہا نواب خدا بخش ٹوانہ لاہور میں گورنر پنجاب کے پاس تھے، گورنر نے نواب صاحب کو بتایا کہ سیال شریف کے سجادہ نشین خواجہ ضیاء الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ اِس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے ہیں۔ نواب صاحب نے حیرت سے پوچھا ''آپ کو یہ اطلاع کیسے ملی؟ میں تو اِس بات سے واقف نہیں، بلکہ میں یہ خبر تسلیم کرنے کے لیے بھی تیار نہیں۔'' گورنر نے جواب دیا کہ مجھے یہ اطلاع وائرلیس کے ذریعے ابھی ملی ہے۔(62)

خلفاءِ حضرت ثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور برطانوی راج

خواجہ ضیاء الدین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے 21 خلفا میں سے درج ذیل اپنی انگریز دشمنی میں اپنے مرشد کی طرح بہت نمایاں تھے:

امیر جند اللہ پیر حافظ محمد شاہ بھیروی، مولانا ظہور احمد بگوی، خواجہ حافظ محمد حسین مرولوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہِم۔(63)

مولانا افتخار احمد بگوی نے بیان کیا ہے کہ مولانا ظہور احمد بگوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے اکتوبر 1921ء میں مرکزی مجلس خلافت ضلع سرگودھا بنائی اور حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی زیرنگرانی پورے ضلع کے اندر خلافت کمیٹیاں تشکیل دیں۔(64)

مولانا ظہور احمد بگوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نا صرف بھیرہ خلافت کمیٹی کے معتمد منتخب ہوئے بلکہ آپ نے سرگودھا کی خلافت کمیٹی میں بھی معتمد کے طور پر خدمات انجام دیں۔ مولانا بگوی نے حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی معیت میں 1924ء کا سارا دسمبر علاقے کی مختلف خلافت کمیٹیوں کی تنظیم میں گزارا۔(65)

اِس جرم کی پاداش میں مولانا ظہور احمد بگوی کو برطانوی حکومت نے گرفتار کر کے ڈیڑھ سال تک جہلم اور راولپنڈی کی جیلوں میں قید رکھا۔(66)

لِلّٰہ شریف کے صاحب زادہ محبوب الرسول کے مطابق ضلع شاہ پور سے مولانا بگوی پہلے مجاہد تھے جن کی تحریک خلافت کے حوالہ سے گرفتاری عمل میں آئی۔(67)

ڈاکٹر انوار احمد بگوی نے 20 زعما کی ایک فہرست دی ہے جنھوں نے تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون کے دوران مولانا ظہور احمد بگوی کی دعوت پر بھیرہ کا دورہ کیا۔ خواجہ ضیاء

الدین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ کا اسمِ گرامی بھی اُن مندوبین کی فہرست میں شامل ہے جنہوں نے مولانا بگوی کی دعوت پر بھیرہ کا دورہ کیا اور اجتماعات سے خطاب فرمایا۔(68)

حضرت ثالث رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ کے دو دیگر خلفا خواجہ سید غلام فرید شاہ خوارزمی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ (وفات ۱۹۸۸ء) اور شیخ نور محمد چشتی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ (۱۸۹۸ء۔ ۱۹۸۹ء) کے اندر بھی اپنے شیخ کی طرح جہادی رُوح بدرجۂ اتم موجود تھی۔ آپ کے اِن دونوں خلفا نے بھی تحریک خلافت اور تحریک عدم تعاون میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔(69)

خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ کے خلیفہ سید غلام حیدر شاہ رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ (۱۸۳۸ء۔۱۹۰۸ء) کے پوتے ابوالبرکات پیر سید محمد فضل شاہ جلال پوری رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ نے 1927ء میں مسلمانانِ ہند کے اتحاد، اِستحکام اور اِصلاح کے لیے ایک جماعت ''حزب اللہ'' بنائی۔ ''حزب اللہ'' کی تنظیم ایک رُوحانی فوج کے طور پر کی گئی جس کے سپاہی اپنی ذات سے یہ وعدہ کرتے کہ وہ اپنے مرشد کی قیادت میں مسلمانوں کے درمیان رُوحانی زندگی کے غلبے کے لیے خواہش نفس کے خلاف جہاد میں حصہ لیں گے، فرائض کی ادائیگی کو یقینی بنائیں گے، مسلمانوں کے اقتصادی حالات کی بہتری کے لیے کام کریں گے اور سیاسی طور پر مسلمانانِ ہند میں اتحاد پیدا کریں گے۔ یہ تنظیم مسلمانوں کو ایک ایسی تہذیبی قیادت فراہم کرنے کے لیے بنائی گئی جس کا استعماری طاقتوں کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو اور جو تصوف کے اِحیا اور اہل تصوف کے مذہبی تحفظات کو سیاسی انداز میں پیش کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔(70)

پیر فضل شاہ رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ نے حضرت قائداعظم رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالیٰ عَلَیہ کی شخصیت پر اپنے مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ آپ نے اپنے کئی خطبات میں اِس امر کا اعلان کیا کہ وہ اپنے

پیروکاروں کے ساتھ قائداعظم کی غیر مشروط حمایت کریں گے۔آپ نے اس بات کا بھی اعلان کیا کہ ’’حزب اللہ‘‘ مطالبۂ پاکستان کی حمایت کرے گی اور اِس کے حصول کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔(71)

’’حزب اللہ‘‘ کا دوروزہ سالانہ اجلاس ۱۸۔۱۹مئی ۱۹۴۵ء کو جلال پور شریف میں منعقد ہوا۔ابوالبرکات مولانا سید محمد فضل شاہ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعالٰی عَلَیۡہِ نے اپنے صدارتی خطبہ میں برطانوی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند کے لیے ایک الگ وطن کے قیام کی ضرورت پر زور دیا۔(72)

آپ نے ہندوؤں کو مشورہ دیا کہ وہ اِس حقیقت کو تسلیم کرلیں کہ پاکستان دنیا کے نقشے پر ضرور اُبھرے گا۔ جب برطانوی حکومت اِس حقیقت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائے گی تو ہندوؤں کو بھی بادلِ نخواستہ اِس سچائی کو قبول کرنا ہی پڑے گا۔ جب تک دس کروڑ مسلمانوں میں سے ایک فرد بھی زندہ ہے ہم انگریزوں سے چھٹکارا پانے کے بعد ہندوؤں کی غلامی کو ہرگز قبول نہ کریں گے۔(73)

خواجہ قمرالدین سیالوی رحمہ اللہ تعالی اور برطانوی راج

شیخ الاسلام خواجہ حافظ محمد قمرالدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ (۱۹۰۶ء۔۱۹۸۱ء) حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے سب سے بڑے فرزند اور خانقاہِ سیال شریف کے چوتھے رُوحانی پیشوا تھے۔ جب حضور شیخ الاسلام 1929ء میں سریر آرائے مسندِ وعظ و اِرشاد ہوئے تو اپنے محترم والد گرامی حضرت ثالث رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی انگریز دشمنی بطورِ وراثت اپنے ساتھ لائے تھے۔ اِس لیے آپ نے غاصبوں کے خلاف ہر ممکن کوشش کی۔

ایک مرتبہ آپ کٹھوائی منزل میں کچھ دن کے لیے قیام پذیر تھے۔ اِس دوران اپنے سفر کے حالات بتاتے ہوئے فرمایا:

''آتے ہوئے ایک ''فرنگی'' نے میرے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کی، میں نے رائفل سے اُس کا کام تمام کر دیا۔'' پھر مسکرا کر فرمایا: ''خنزیر کو ٹھکانے لگایا ہے۔'' (74)

واں بھچراں کے ملک محمد مظفر خان اپنے ایک انگریز دوست کے ساتھ سیال شریف حاضر ہوئے۔ انگریز کی بیوی کا دماغی توازن درست نہیں تھا، کافی علاج کے باوجود اِفاقہ نہیں ہو رہا تھا۔ جب مسئلہ حضور شیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے اُسے کپڑوں سمیت غسل کرنے کا حکم دیا۔ غسل کرنے کے بعد وہ لیڈی فورا تندرست ہو گئی۔ انگریز نے 50 روپے پیشِ خدمت کیے، شیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے بے اعتنائی سے وہ روپے گندی نالی میں پھینک دیے۔ (75)

خواجہ قمرالدین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی نفرت سفید چمڑی والوں سے نہیں، بلکہ آپ کی

نفرت غاصب حکمرانوں سے تھی۔

خواجہ شمس العارفین رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے سالانہ عرس مبارک منعقدہ 27۔29 جون 1932ء میں ایک برطانوی نومسلم سر جلال الدین (لارڈ سر جیمز) نے نہ صرف عرس میں شرکت کی بلکہ حاضرین سے ''اِسلام کی حقانیت'' کے موضوع پر زبردست خطاب بھی کیا۔(76)

خواجہ قمرالدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے انگریز حکومت کو رائفل کا لائسنس جاری کرنے کے لیے لکھا۔ حکومت نے لائسنس کی ضرورت دریافت کی، آپ نے جواب میں فرمایا:

''یہ تلوار کا زمانہ نہیں ہے، میری خواہش ہے کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں کچھ انگریزوں کو بندوق کا نشانہ بناؤں۔''

آپ سے یہ بھی کہا گیا کہ حکومت کے لیے اپنی خدمات کی فہرست بتائیں تاکہ حکومت کو فیصلہ کرنے میں آسانی رہے کہ آپ لائسنس کے حق دار ہیں یا نہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

''تمھیں میرے والدِ محترم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کی خدمات کا علم ہوگا، اُسی طرح کی خدمات کی توقع مجھ سے رکھ سکتے ہو''۔(77)

ایک اور روایت کے مطابق آپ نے ڈپٹی کمشنر سرگودھا کو بایں الفاظ جواب دیا:

''شاید تمھیں میرے والد خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے نام اور کارناموں سے واقفیت ہو، میں اُن کا بیٹا ہوں، جیسی خدمات اُنھوں نے حکومت کے لیے انجام دیں تم اُسی طرح کے جذبات کی توقع مجھ سے رکھ سکتے ہو۔''

حضورشیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ لائسنس کے اِجرا سے بالکل مایوس ہوچکے تھے۔ایک رات آپ نے خواب میں اپنے والدگرامی کو یہ فرماتے دیکھا:

”قمرالدین!تم مایوس کیوں ہوتے ہو؟“

پھرآپ نے اسلحہ سے بھرے ہوئے ایک کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

”اپنی پسند کی رائفل اُٹھالو۔“

کچھ ہی دنوں بعد ڈپٹی کمشنر نے خود ہی رائفل کا لائسنس آپ کی خدمت میں اِرسال کردیا۔(78)

حضورشیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ 1931ء کے موسمِ سرما میں اپنی رہائش گاہ میں جلتی ہوئی انگیٹھی کے قریب تشریف فرما تھے کہ پنجاب کے گورنر کی جانب سے ایک خط موصول ہوا۔آپ کی خدمت میں خط پڑھا گیا،جس کا مفہوم کچھ اِس طرح تھا:

”گورنر صاحب کی سفارش پر شاہِ برطانیہ عظمٰی نے آپ کو”ہز ہولی نس“(تقدس مآب) کا خطاب عطا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔“

خواجہ صاحب رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے غصہ میں اُس خط کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اور اُسے جلتی ہوئی انگیٹھی میں پھینک دیا۔

”ہز ہولی نیس“ مذہبی شخصیات کو حکومت برطانیہ کے جانب سے عطا کیا جانے والا اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔پیر سیال رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے فرمایا:

”نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی اور پیر پٹھان حضرت شاہ سلیمان تونسوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے ساتھ وابستگی میرے لیے سب سے بڑا اِعزاز

ہے۔ جب یہ نعمتیں میرے پاس ہیں تو دُنیا کا ہر دوسرا اِعزاز میری نظر میں ہیچ ہے۔''(79)

سیال شریف اور گردونواح میں 1929ء کا سیلاب بہت تباہ کن تھا۔ رہائشی عمارتیں، مہمان خانے اور مدرسہ کی تعمیرات سب زمین بوس ہوگئے۔ برطانوی حکومت کے وزیر تعلیم ملک فیروز خان نون (۱۸۹۳ء۔۱۹۷۰ء) (جو بعد میں وزیر اعظم پاکستان بھی بنے) نے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کا دورہ کیا اور شیخ الاسلام رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے۔ ملک صاحب نے دیکھا کہ سیال شریف میں دربار شریف کے علاوہ ہر چیز صفحۂ ہستی سے مٹ چکی تھی۔ وزیر تعلیم نے حکومت کی جانب سے معقول معاوضہ اور تمام عمارات کو اپنی اصل حالت پر بحال کرانے کی پیش کش کی، لیکن پیر سیال رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کمال اِستغناء سے غاصب حکومت کی پیش کش کو مسترد کردیا اور اللہ کی مدد سے خود سیلاب کی بربادیوں کو آبادی میں تبدیل کردیا۔(80)

عیسائی پادریوں سے مناظرے:

حضرت قمرالدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ جب مسندِ خلافت پر جلوہ آراء ہوئے، اُس وقت عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں برصغیر کے طول وعرض میں پھیل چکی تھیں۔ آپ کو اطلاع ملی کہ ''براؤن'' نامی ایک پادری نے سِلاں والی میں اپنا مرکز قائم کرلیا ہے۔ وہ ہر روز گلیوں اور بازاروں میں اسٹیج لگاتا ہے اور لوگوں کو جمع کرکے اُن کے سامنے دینِ اسلام کے حوالہ سے بے بنیاد اعتراضات کو ہوا دیتا ہے۔ اِس طرح کے الزامات اور اعتراضات اُٹھا کر لوگوں کے ذہنوں میں اسلام کے حوالہ سے غلط فہمیاں پیدا کرتا ہے اور پھر اُنھیں

عیسائیت کی جانب راغب کرتا ہے۔ پادری کی سرگرمیوں کے بارے سن کر حضور شیخ الاسلام اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر سِلاں والی روانہ ہوئے۔ سیدھے پادری کے قائم کردہ مرکز پہنچے اور اُسے مناظرہ کا چیلنج دیا، پادری نے چیلنج قبول کرلیا۔ خواجہ صاحب رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے اپنی پہلی تقریر میں بائبل میں ہونے والی تحریفات سے پردہ اُٹھایا اور بائبل سے حوالہ جات کا انبار لگا دیا۔ پادری براؤن اپنے علم اور تقریری صلاحیت پر بڑا نازاں تھا لیکن پیر سیال کا بیان اور دلائل سن کر سراسیمہ ہو گیا اور بائبل کو زمین پر پٹخ کر یہ کہتے ہوئے بھاگ نکلا کہ

''ہماری کتاب یقیناً تحریف شدہ ہے۔''

اِس طرح آپ کی ایک مجاہدانہ ضرب سے اُس سامری کا سارا طلسم پاش پاش ہو گیا۔ (81)

اِسی طرح کا ایک واقعہ ظہور الحق قریشی نے بھی بیان کیا ہے جو سیال شریف کے قریب ایک سڑک کے کنارے پیش آیا۔ ایک عیسائی مشنری نے وہاں کیمپ لگایا، اور عوام کی توجہ اپنی طرف مبذول کرنے کی کوشش کی۔ شیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ چند کتب اور احباب کے ہمراہ وہاں پہنچے اور پادری سے کیمپ لگانے کا سبب دریافت کیا۔ اُس نے واضح طور پر کہا کہ ہم لوگ عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''جو دین حضرت عیسی علیہ السلام لائے تھے، تمہارے پاس وہ باقی نہیں، تم لوگوں نے پوری انجیل اپنی مرضی سے بدل ڈالی ہے، تو اِس جھوٹے مذہب کی تبلیغ کا کیا فائدہ؟''

پادری نے کہا: ''ہمارا مذہب حق ہے، جس کا جی چاہے ہم سے بحث کرلے۔'' آپ نے ایک زوردار تقریر میں بائبل کی تحریفات سے پردہ اُٹھایا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کی گفتگو کے بعد پادری اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ''ہمارا مذہب خراب ہو گیا ہے۔'' ساتھ ہی

اُس نے اپنا کیمپ اُکھاڑا اور وہاں سے روانہ ہوگیا۔(82)

اِسی طرح کا ایک اور واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ 18 جنوری 1935ء کو خواجہ قمرالدین سیالوی رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ سیال شریف کے جنوب مشرق میں تقریباً 12 میل کے فاصلے پر واقع کوٹلہ فتح خان پہنچے۔ ایم ایم براؤن نامی عیسائی پادری، اُس کی بیوی اور دیگر تین پادری عیسائیت کی تبلیغ میں مصروف تھے۔ آپ نے اُن سے گفتگو شروع کی اور ثابت کیا کہ بائبل ایک تحریف شدہ کتاب ہے۔ آپ نے ''عقیدۂ تثلیث'' اور ''عقیدۂ کفارہ'' کو بھی دلائل کے ذریعے مسترد کیا۔ پادری اپنے حواریوں سمیت کتابیں بغل میں دبائے بھاگ نکلا۔

اِس شاندار کامیابی پر علاقہ کے مسلمان مسرور ہوئے اور پادری اپنے مشن میں سخت ناکام رہا۔(83)

انگریزی لباس سے نفرت:

دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام کے سابق ناظم اعلیٰ ڈاکٹر تسخیر احمد مرحوم کا بیان ہے کہ جب وہ انگلستان کی کیمبرج یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لے کر وطن واپس آئے تو ولایت سے تعلیم یافتہ دیگر مقامی مسلمانوں کی طرح وہ بھی گلے میں باقاعدگی سے ٹائی باندھا کرتے تھے۔ حضور شیخ الاسلام رَحمۃُ اللّٰہ تعالٰی علیہ نے آپ کو نصیحت کی کہ گلے میں ٹائی نہ لگایا کرو، یہ صلیب کا نشان ہے۔ مرشد کریم کی نصیحت پر کیمبرج سے تعلیم یافتہ اور شیخ الاسلام سے فیض یافتہ ڈاکٹر تسخیر احمد نے اِس کے بعد نکٹائی کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔

صدر پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان (۱۹۰۷ء۔۱۹۷۴ء) نے جب ڈاکٹر صاحب کو

ایک حکومتی ذمہ داری کے سلسلے میں راولپنڈی طلب کیا تو آپ کے بہت سے دوستوں نے ملاقات کی نوعیت کے پیشِ نظر سوٹ کے ساتھ نکٹائی باندھنے پر اصرار کیا، لیکن آپ نے اپنے شیخ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس ظاہر داری سے صاف انکار کر دیا۔(84)

تحریکِ پاکستان:

مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں 23 مارچ 1940ء کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی۔ منٹو پارک میں ہونے والے اِس تاریخی اجلاس میں خواجہ قمر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے بنفسِ نفیس شرکت فرمائی۔ (85)

پنجاب کے وزیرِ اعلیٰ سر سکندر حیات خان (۱۸۸۲ء۔۱۹۴۲ء) نے 1942ء میں قائداعظم سے متنفر کرنے کے لیے خواجہ قمر الدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے نام ایک خط میں درخواست کی کہ آپ آل انڈیا مسلم لیگ کی حمایت سے ہاتھ اُٹھالیں، کیوں کہ اِس پارٹی کے رہنما جناح صاحب کا تعلق اہلِ تشیع سے ہے۔ خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے جوابی خط میں دریافت کیا کہ آپ کے لیڈر سر چھوٹو رام (۱۸۸۱ء۔۱۹۴۵ء) کا تعلق کیا اہلِ سنت و جماعت سے ہے؟ اِس جواب پر سر سکندر حیات نے چپ سادھ لی۔ (86)

ضلع سرگودھا کی مسلم لیگ 1942ء میں دو گروہوں میں بٹ گئی۔ ایک گروہ کی قیادت نواب محمد حیات قریشی اور دوسرے گروہ کی قیادت نواب اللہ بخش ٹوانہ کر رہے تھے۔ سر سکندر حیات کی مصالحتی کوششوں سے دونوں سیاسی گروہ اِس شرط پر مدغم ہونے پر راضی ہو گئے کہ مولانا خواجہ محمد قمر الدین رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ سجادہ نشین سیال شریف، جو کہ دونوں نوابوں کے مرشد ہیں، کو سرگودھا مسلم لیگ کا صدر بنا دیا جائے۔ خواجہ صاحب رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ

نے اس حیثیت سے قیام پاکستان تک خدمات انجام دیں۔(87)

سیال شریف کے مشائخ کا شمار نئے شعور والے پیرانِ عظام میں ہوتا ہے، جنہوں نے مسلم لیگ کی حمایت کے لیے عملی سیاست میں حصہ لیا، حالاں کہ آپ کے دولت مند ترین مریدوں میں سے شاہ پور کے ٹوانے بھی تھے، جن کی سیاسی وابستگیاں پاکستان کے قیام تک یونی نسٹ پارٹی کے ساتھ رہیں۔ ٹوانہ خاندان کے ایک بڑے زمیندار نواب اللہ بخش نے واضح سیاسی اِختلاف کے باوجود پیر سیال رَحمۃُ اللہ تَعالٰی عَلَیْہ کے ساتھ اپنے مذہبی تعلق کو برقرار رکھا۔ اپنی وفات سے پہلے 1948ء میں نواب اللہ بخش نے اِس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنے خاندانی قبرستان کے لیے 15 مربع وقف زمین کا متولی پیر سیال کو بنانا چاہتے ہیں۔(88)

خواجہ قمر الدین سیالوی رَحمۃُ اللہ تَعالٰی عَلَیْہ نے 1946ء میں ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس منعقدہ بنارس میں بہت سے علماء اور مشائخ کے ہمراہ شرکت کی، جن میں مولانا سید محمد محدثِ کچھوچھوی، مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (۱۸۸۷ء۔۱۹۴۸ء)، مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی (۱۸۹۲ء۔۱۹۸۱ء)، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی (۱۸۸۲ء۔۱۹۴۸ء)، سفیر اسلام مولانا عبد العلیم میرٹھی (۱۸۹۲ء۔۱۹۵۴ء)، مولانا ابو الحسنات محمد احمد لاہوری، مولانا ابو البرکات سید احمد قادری، مولانا عبد الحامد بدایونی، دیوان سید آلِ رسول اجمیری، شاہ عبد الرحمان بھر چونڈی، محمد امین الحسنات مانکی شریف اور مصطفیٰ علی خان رَحمۃُ اللہ تَعالٰی عَلَیْہِم جیسے اکابر شامل تھے۔

کانفرنس میں مطالبۂ پاکستان کی حمایت پر اتفاق کیا گیا۔ نیز کہا گیا کہ علماء و مشائخِ اہلِ سنت ایک اسلامی ریاست کے قیام کی خاطر ہر ممکن قربانی کے لیے تیار ہیں۔(89)

سول نافرمانی کی تحریک کے دوران حضور شیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ مسلم لیگ ضلع سرگودھا کے صدر تھے۔ سیاست دانوں کا خیال تھا کہ یہ تحریک ضلع سرگودھا میں کامیاب نہیں ہوگی لیکن خواجہ صاحب رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے تحریک میں بھرپور حصہ لیا اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کردیا۔ اِس طرح ملک بھر میں سیال شریف سے وابستہ جتنی درگاہیں تھیں، سب اپنے شیخ کی پیروی میں تحریک میں شامل ہوگئیں، اور ہزاروں مریدین اور عقیدت مندوں نے بھی خود کو گرفتاری کے لیے پیش کیا۔(90)

تحریک پاکستان کے دوران بھی آپ کو گرفتار کیا گیا۔ حکومت نے آپ کی ساڑھے گیارہ مربع زمین ضبط کرلی، لیکن آپ نے پاکستان کے لیے اپنی حمایت میں کمی نہیں آنے دی۔(91)

شمال مغربی سرحدی صوبہ کا استصواب رائے:

تقسیم ہند کے وقت شمال مغربی سرحدی صوبہ میں جب پاکستان میں شمولیت کے سوال پر اِستصواب رائے کرایا گیا تو سرحدی گاندھی عبدالغفار خان (۱۸۹۰ء۔۱۹۸۸ء) اور انڈین نیشنل کانگریس کے دوسرے رہنما، اِس صوبے کے پاکستان کے ساتھ اِلحاق کے مخالف تھے۔ اِس نازک وقت پر خانقاہوں کے سجادگان نے اہم کردار ادا کیا۔ پیر صاحب مانکی شریف، پیر صاحب زکوڑی شریف اور خواجہ قمرالدین سیالوی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہِم نے مل کر صوبے کے تمام شہروں کا دورہ کیا۔ جگہ جگہ جلسوں میں لوگوں پر زور دیا کہ وہ مسلم لیگ کا ساتھ دیں اور استصواب رائے میں پاکستان کے حق میں رائے دیں۔(92)

بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح (۱۸۷۶ء۔۱۹۴۸ء) نے خواجہ قمرالدین سیالوی

رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کے نام اپنے ایک خط میں شمال مغربی سرحدی صوبے میں استصواب رائے کے دوران آپ کی خدمات کو سراہا اور پاکستان کے لیے آپ کی غیر مشروط حمایت کا شکریہ ادا کیا۔(93)

خواجہ قمرالدین سیالوی رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ نے بھی حضرت قائداعظم رَحْمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیْہ کو 17 جولائی 1947ء کو ایک خط اِرسال کیا جس میں آپ نے پاکستان میں اسلامی قانون کے نفاذ پر زور دیا۔ قائداعظم نے اپنے جوابی خط میں لکھا:

''میں نے آپ کے خط میں تحریر کردہ تجاویز کو نوٹ کرلیا ہے اور میں یقیناً اُنھیں نظر میں رکھوں گا۔''(94)

خلفاءِ شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات

حاجی محمد مرید احمد چشتی مرحوم نے لکھا: شیخ الاسلام خواجہ محمد قمرالدین رَحمۃُ اللہ تعالٰی عَلَیہ کے خلفاء کرام کی تعداد 75 کے لگ بھگ ہے۔ البتہ اُنھوں نے فوز المقال کی چھٹی جلد میں 42 خلفا کی فہرست فراہم کی ہے۔(95)

خلفائے شیخ الاسلام میں جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رَحمۃُ اللہ تعالٰی عَلَیہ (۱۹۱۸ء۔ ۱۹۹۸ء) علم و فضل کے حوالہ سے ایک نمایاں شخصیت کے حامل ہیں۔ آپ سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت ایپلنٹ بنچ میں جج کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ نے نہایت شستہ اُردو زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر لکھی جو ''ضیاء القرآن'' کے نام سے بہت معروف ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر ایک کتاب ''ضیاء النبی'' اور علم حدیث پر ''سنتِ خیر الانام'' یادگار چھوڑی ہیں۔ اِن کے علاوہ بہت سی چھوٹی بڑی کتب آپ کے کارناموں میں شامل ہیں۔

آپ نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور سول نافرمانی کی تحریک میں بھی شامل رہے۔ آپ کے والد گرامی پیر حافظ محمد شاہ بھیروی رَحمۃُ اللہ تعالٰی عَلَیہ سات سمندر پار سے آنے والے غاصب حکمرانوں کے سخت خلاف تھے۔ آپ کا فرمانا تھا:

> ''جو ہمارے ساتھ تعلق اُستوار رکھنا چاہتا ہے وہ مسلم لیگ کا ساتھ دے، جس نے اِس موقع پر وعدہ وفا نہ کیا اُس کا آستانہ عالیہ حضرت امیر السالکین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''(96)

سند المدرسین مولانا عطا محمد بندیالوی رَحمۃُ اللہ تعالٰی عَلَیہ (۱۹۱۶ء۔۱۹۹۹ء) نے

اپنے ایک مصاحبے میں بتایا کہ 1946ء میں تحریک پاکستان اپنے عروج پر تھی اور میں اُن دنوں بھیرہ شریف میں درس وتدریس کے ساتھ وابستہ تھا۔ پیر محمد شاہ رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ انتخابی مہم کو جہادی سرعت کے ساتھ چلا رہے تھے۔ انتخابی مہم کے لیے آپ مختلف علاقوں کا دورہ کرتے تو اُس کا پروگرام پہلے سے شائع کر دیا جاتا۔ مسلم لیگ کا پیغام ہر گاؤں تک پہنچانے کے لیے مولانا بندیالوی، مدرسہ امیر السالکین کے دیگر اساتذہ اور طلبہ بھی پیر محمد شاہ صاحب رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے ساتھ ہوتے۔(97)

1946ء میں پیر حافظ محمد شاہ بھیروی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے مسلم لیگ کی انتخابی مہم کو پوری تن دہی سے چلایا۔ تحصیل بھلوال کے ایک قصبے للیانی میں ایک عوامی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

> ''اے میرے مسلمان بھائیو! آگاہ رہو، موجودہ انتخابات مفادات کے حصول کی جنگ نہیں بلکہ حق اور باطل کی جنگ ہے۔ ایک جانب قرآن کریم اور دوسری جانب ہندوؤں کی مذہبی کتاب پوتھی ہے۔ ایک طرف اسلام ہے اور دوسری طرف کفر ہے۔ ایک نقطۂ نظر مسلم لیگ کا ہے اور ایک نقطۂ نظر کانگریس اور اُس کی اتحادی یونی نسٹ پارٹی کا ہے۔ میں تمہیں مسلم لیگ، قرآن اور اسلام کی حمایت کا حکم دیتا ہوں۔''(98)

جامعہ محمدی شریف ضلع جھنگ کے بانی مولانا محمد ذاکر چشتی رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ (1903۔1976ء) بھی حضور شیخ الاسلام رَحمَۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی، قائداعظم کی کھل کر حمایت کی اور تحریکِ پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا۔(99)

خانوادۂ پیر سیال کی جہادی کوششیں

خانوادۂ پیر سیال نے غاصب قوتوں کے خلاف نفرت کو اپنے مریدین میں ہمیشہ تروتازہ رکھا۔ سیال شریف سے فیض یافتہ تمام روحانی خانقاہوں نے تحریک پاکستان کے لیے سخت جدوجہد کی۔ یہ پیر سیال کے تمام چاہنے والوں اور خلفا کی کوششیں اور اُن کے ووٹ ہی تھے کہ جن کی وجہ سے مسلم لیگ کامیاب ہوئی اور ایک نئی اسلامی مملکت دُنیا کے نقشے پر اُبھری۔

صوفیائے سیال شریف کا تحریک آزادی میں ایک اہم کردار رہا۔ اُنھوں نے نا صرف برطانوی راج کی ہر ممکن مخالفت کی بلکہ بہت سی انگریز مخالف تحاریک میں جیسے کہ تحریک خلافت، تحریک ہجرت، تحریک عدم تعاون اور تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا۔ خانوادۂ پیر سیال کی چار نسلوں کی خدمات کو سنہری حروف میں لکھا جانا چاہیے۔

حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق جہاد کے تین درجے ہیں: تلوار کے ساتھ، زبان کے ساتھ اور دل کے ساتھ۔(100)

یعنی ممکن ہو تو بزورِ بازو بُرائی کو روکنا، یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اُس کے خلاف آواز بلند کرنا، یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے اُسے بُرا جاننا۔

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ مذکورہ بالا تینوں طرح کے جہاد سے عبارت تھی۔ نزولِ وحی سے پہلے کی زندگی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جہاد بالقلب کا مظاہرہ کیا اور اپنے ہم وطنوں کے بُرے اعمال کو دل سے بُرا جانا۔ بعثت کے بعد کی مکی زندگی میں آپ نے جہاد باللسان میں حصہ لیا اور اپنے ہم وطنوں کے غلط عقائد اور بُرے اعمال کو زبان کے ذریعے سنوارنے کی کوشش کی۔ مدنی دور میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

دفاعِ اسلام کے لیے تلوار اُٹھائی۔

خانوادۂ پیر سیال نے تینوں طرح کے جہاد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے رکھا۔

خواجہ شمس العارفین رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ غاصب حکومت کے خلاف تھے، لیکن زبان اور تلوار سے جہاد نہیں کر سکتے تھے۔ انگریزوں سے آپ کی نفرت کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی انگریز کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ مسلمانانِ ہند اُس دور میں ایسی حیثیت نہیں رکھتے تھے کہ وہ غاصب حکمرانوں کے خلاف کچھ کہیں یا اُن سے جنگ لڑ سکیں۔

خواجہ محمد الدین سیالوی ثانی لا ثانی رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے اپنی زبان سے جہاد کے تقاضے پورے کیے۔ آپ بہت سے انگریزوں سے ملے اور منطقی انداز میں اُن کے عقائد کی قلعی کھولی لیکن آپ کی گفتگو "وَ جَادِلْهُم بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ" (101) (اور اُن کے ساتھ اِنتہائی دل کش انداز میں بحث کیجیے) کی عملی تفسیر ہوتی۔

حضرت ثالث خواجہ ضیاء الدین سیالوی رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ نے نو آبادیاتی حکمرانوں کے خلاف اپنی سیاسی سرگرمیوں کے ذریعے عملی جہاد میں حصہ لیا۔ بیرونی حکمرانوں کی مخالفت میں آپ بہت جلالی واقع ہوئے تھے۔ اِسی لیے آپ کا وجود مسعود برطانوی حکومت کے لیے بہت سے اقتصادی نقصانات کا باعث تھا۔ آپ نے بھی تحریک خلافت، تحریک ہجرت اور تحریک عدن تعاون میں بھرپور حصہ لیا۔

سیال شریف کے چوتھے مسند نشیں شیخ الاسلام والمسلمین مولانا خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رَحمۃُ اللّٰہ تَعالٰی عَلَیہ کی شخصیت میں جہاد کے تینوں درجے بیک وقت موجود تھے۔ آپ نو آبادیاتی حکومت کو سخت ناپسند کرتے اور آپ نے اپنی اِس کراہت کو بہت سے مواقع پر ظاہر بھی کیا۔ آپ نے بائبل کی تحریفات کے حوالہ سے عیسائی مبلغین کو مناظروں میں شکست

فاش دی۔ حضور شیخ الاسلام نے غاصب حکمرانوں کے خلاف اپنے جہاد کو قید و بند اور جائداد کی ضبطی یا اِس طرح کے کسی بھی نتیجے کی پروا کیے بغیر جاری رکھا۔ اِسی لیے تحریک آزادی میں آپ کے کردار کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اعتراف:

مضمون نگار شمالی کیرولینا یونی ورسٹی، امریکہ کے شعبہ تاریخ کے پروفیسر ڈیوڈ گل مارٹن کا تہ دل سے شکر گزار ہے کہ اُنھوں نے میرے مضمون کے اِبتدائی مسودے کو بڑی عرق ریزی سے پڑھ کر مفید مشوروں سے نوازا۔ آپ کے اِنہی مشوروں کی بدولت یہ مضمون موجودہ بہتر صورت میں سامنے آیا۔

حوالہ جات

(1) ابن حجر، أحمد بن على، العسقلانى، فتح البارى شرح صحيح البخارى، باب قول النبى صلى الله تعالى عليه وسلم : من استطاع الباءة فليتزوج، ج:9، ص:111.
الرازى، عمربن حسين ، فخر الدين، مفاتيح الغيب(التفسير الكبير)، المائدہ: 83 کے تحت۔

(2) Gilmartin, David, *Religious Leadership and the Pakistan Movement in the Punjab*, Modern Asian Studies, 1979, p:499

(3) چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، فَوزُ الْمَقَال فِی خُلَفَاءِ پِیر سیال، ادارہ تعلیمات اسلاف لاہور، ۱۹۹۷ء، ج:1، ص:59

(4) تسخیر احمد، ڈاکٹر، دارالعلوم ضیاء شمس الاسلام، سیال شریف کی 125 سالہ خدمات، علمی پرنٹنگ پریس، لاہور، ۱۹۶۴ء، ص:13۔14۔ چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، فوز المقال، ج:1، ص:59

(5) قصوری، محمد صادق، اکابرِ تحریک پاکستان، مکتبہ رضویہ، گجرات، ۱۹۷۶ء، مقدمہ

(6) عطا محمد، حکیم، یادِ ایام، ضیاء حرم، شمس العارفین نمبر، جنوری:۱۹۸۰ء، ص:244

(7) Dupree, Louis, *The First Anglo-Afghan War and the British Retreat of 1942: The Functions of History and Folklore*, vol.26, No. 3/4, September-December 1976, p.506

(8) چشتی، مرید احمد، فوز المقال، ج:1، ص:63

(9) Hensman, Howard, *The Afghan War of 1879-80*, London: H. Allen & Co., 1881, Reprint by Sang-e-Meel, Lahore, 1999, pp. 462-63

(10) Greenhut, Jeffrey, Review "My God Maiwand: Operations of the South Afghanistan Field Force 1878-80", Maxwell

Leigh, *Military Affairs*, vol. 44, No. 2, April 1980.

(11) نظامی، خلیق احمد، تاریخِ مشائخ چشت، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، کراچی، ۱۹۷۵ء، ص:373۔ چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، بزم شیخ الاسلام، دینہ، جہلم، ۲۰۰۵ء، ج:3، ص:303

(12) عبدالغنی، ڈاکٹر، ملفوظاتِ حیدری، ندرت پرنٹرز، لاہور، ص:230

(13) غلام نظام الدین، صاحب زادہ، مرآۃ العاشقین (مترجم)، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:197

(14) نظامی، خلیق احمد، تاریخِ مشائخ چشت، کراچی، آکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، ۱۹۵۷ء، ص:706۔708

(15) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، ج:1، ص:74۔80

(16) کوہاٹی، محمد صحبت خان، ڈاکٹر، فروغِ علم میں خانوادۂ سیال شریف اور اُن کے خلفا کا کردار، انجمن قمر الاسلام، کراچی، ۲۰۱۰ء، ص:112۔116

(17) Gilmartin, David, *Empire and Islam: Punjab andthe Making of Pakistan*, NewDelhi: Oxford University Press, 1989, p.59

(18) Dilmartin, David, *Shrines, Succession and Sources of Moral Authority, Moral Conduct and Authority: The Place of Adab in South Asian Islam*, Berkeley, University of California Press Ltd, 1984, p.232

فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ۲۰۰۴ء، ص:283

(19) Dilmartin, David, *Shrines, Succession and Sources of Moral Authority, Moral Conduct and Authority: The Place of Adab in South Asian Islam*, Berkeley, University of California Press Ltd, 1984, p.272

(20) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، ج:1، ص:285

(21) فاروقی، اقبال احمد، علامہ، تذکرۂ علماء اہل سنت و جماعت لاہور، مکتبہ جدید پریس، لاہور، ۱۹۷۵ء،

ص:228۔چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال فی خلفاء پیر سیال،ج:1،ص:596

(22) بے خود، غلام دستگیر خان، مولانا، محبوب سیال، مکتبہ مفید عام، لاہور،۱۳۴۳ھ،ص:127۔ضیائے حرم، اشرف الاولیاء نمبر، ج36: ،شمارہ نمبر:11۔12،اگست۔ستمبر۲۰۰۶ء،ص:111

(23) بے خود، جالندھری، غلام دستگیر خان، مولانا، محبوب سیال، مکتبہ مفید عام، لاہور، ۱۳۴۳ھ، ص: 129۔130۔چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال فی خلفاء پیر سیال،ج:2،ص:92۔93

(24) المائدہ:73

(25) چشتی،محمد مرید احمد،حاجی،فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ،کراچی،۲۰۱۰ء،ج:2،ص:146

(26) بگوی، انوار احمد، صاحبزادہ، تذکارِ بگویہ، مجلس حزب الانصار پاکستان، بھیرہ،۲۰۰۴ء، ج:1،ص: 211۔322

(27) چشتی،محمد مرید احمد،حاجی،فوز المقال،ج:2،ص:227

(28) چشتی،محمد مرید احمد،حاجی،فوز المقال،ج:2،ص:358

(29) چشتی،محمد مرید احمد، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، بزم شیخ الاسلام، دینہ، جہلم، ۲۰۰۵ء، ج:3، ص:234

(30) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:257

(31) بگوی، انوار احمد، ڈاکٹر، صاحب زادہ، تذکارِ بگویہ، مجلس حزب الانصار، پاکستان، ج:1،ص: 427

(32) تذکارِ بگویہ،ص:465

(33) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:257

(34) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:155

(35) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:233

(36) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:256۔257

(37) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:228

(38) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:230

(39) چشتی،محمد مرید احمد،فوز المقال،ج:3،ص:227

(40) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3،ص:227

(41) چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی، ۲۰۰۷ء، ج:4،ص:150۔ج:3،ص:225

(42) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:150۔ج:3،ص:225

(43) Qureshi, Muhammad Naeem, *Pan-Islam in British Indian Politics: A Study of Khilafat Movement 1918-1924*, Karachi: Oxford University Press, 2009, pp126-172

(44) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ۲۰۰۵ء، ج:3،ص:230

(45) علی محمد، حکیم، مجاہد ملت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، ضیائے حرم، اشرف الاولیاء نمبر، ج:۳۶، شمارہ نمبر: ۱۱۔۱۲، اگست۔ستمبر ۲۰۰۶ء، ص:157۔158

(46) علی محمد، حکیم، اگست، ستمبر، ۲۰۰۶ء، ص:167

(47) David Gilmartin, *Empire and Islam: Punjab andthe Making of Pakistan*, New Delhi:Oxford University Press,1989,p. 64

(48) علی محمد، حکیم، ضیاء حرم، اشرف الاولیاء نمبر، اگست ستمبر، ۲۰۰۶ء، ص:156

(49) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3،ص:231

(50) فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ۲۰۰۴ء، ص:268

(51) Gilmartin, 1989, p. 64

چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3،ص:154

(52) فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ۲۰۰۴ء، ص:276

(53) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3،ص:278

(54) ضیاء الدین، خواجہ، **اعلان واجب الاذعان**، مطبوعہ لاہور۔ نوٹ: یہ "اعلان" فور المقال، ج:3، ص:268 پر من وعن مسطور ہے۔

(55) ضیاء الدین، خواجہ، اعلان واجب الاذعان، مطبوعہ لاہور۔ چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، ج:3،ص:269

(56) چشتی، سید ذاکر حسین، المصطفی والمرتضی المعروف تذکرۂ چشتیہ شمسیہ ،ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:537۔علی محمد، حکیم، ضیاء حرم، اشرف الاولیاء نمبر، اگست ستمبر،۲۰۰۶ء، ص:156۔چشتی، محمد مرید احمد، حاجی، ج:3،ص:225

(57) علی محمد، حکیم، مجاہد ملت خواجہ ضیاء الدین سیالوی، ضیائے حرم، اشرف الاولیاء نمبر، ج36:، شمارہ نمبر: 11۔12، اگست۔ستمبر ۲۰۰۶ء، ص:156

(58) رشید احمد، راجا، تحریک ہجرت 1920، مکتبۂ اولیاء، ۱۹۲۰ء، ص:368۔373

(59) Qureshi, Muhammad Naeem, *Pan-Islam in British Indian Politics: A Study of Khilafat Movement 1918-1924*, Karachi: Oxford University Press, 2009, p136

(60) فیض احمد، مولانا، مہر منیر، ۲۰۰۴ء، ص:271

(61) چشتی، سید ذاکر حسین، المصطفیٰ والمرتضیٰ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز۔لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:559۔562

(62) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:233

(63) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:432۔778۔410

(64) بگوی، انوار احمد، ڈاکٹر، تذکار بگویہ، مجلس حزب الانصار، بھیرہ، ۲۰۰۴ء، ص:452

(65) بگوی، تذکار بگویہ، ۲۰۰۴ء، ص:456

(66) ماہ نامہ شمس الاسلام، ۱۹۴۵ء، ص:26

(67) بگوی، تذکار بگویہ، ۲۰۰۴ء، ص:454۔چشتی، مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:780

(68) بگوی، تذکار بگویہ، ۲۰۰۴ء، ص:464۔465

(69) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:461۔706

(70) Gilmartin, 1989, p. 69

(71) عبد الغنی، ڈاکٹر، ملفوظات حیدری، ندرت پرنٹرز، لاہور، ص:406۔407

(72) عبد الغنی، ڈاکٹر، ملفوظات حیدری، ص:407

(73) عبد الغنی، ڈاکٹر، ملفوظات حیدری، ص:406

(74) عزیز احمد، صاحبزادہ، شیخ الاسلام ہمہ گیر شخصیت، ضیاء حرم، اکتوبر، ۱۹۸۱ء۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:151

(75) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:151

(76) ماہ نامہ شمس الاسلام، ۱۹۳۲، ص:48۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:152

(77) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:150۔151

(78) خورشید احمد، حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ماہ نامہ ضیاء حرم، لاہور، جنوری، ۱۹۸۱ء، ص:30۔31۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، شیخ الاسلام مولانا حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ضیاء حرم، اشرف الاولیاء نمبر، اگست۔ستمبر، ۲۰۰۶ء، ص:175۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:152

(79) الازہری، پیر محمد کرم شاہ، شیخ الاسلام علامہ مولانا حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ضیاء حرم، اشرف الاولیاء نمبر، اگست۔ستمبر، ۲۰۰۶ء، ص:175۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:151

(80) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:140.139

(81) ماہ نامہ ضیائے حرم، جنوری، ۱۹۸۰ء، ص:276۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:511۔512

(82) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:513

(83) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:514۔ ماہ نامہ شمس الاسلام بھیرہ، فروری ۱۹۳۵ء

(84) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:4،ص:177۔ احمد بخش، ۱۹۸۱، ص:112

(85) کلیم، محمد دین میاں، حضرت پیر سیال لاہور میں، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۲ھ، ص:28۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج:5،ص:172

(86) اقبال، ملک، ایڈوکیٹ، تحریک پاکستان اور سرگودھا کی یادیں، خالد پرنٹنگ پریس، سرگودھا، ۱۹۸۴ء، ص:31.40۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5،ص:207

(87) کلیم، محمد دین، حضرت پیر سیال لاہور میں، ص:28۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5، ص:176۔177

(88) Gilmartin, 1979, p. 510

(89) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5،ص:208.211

(90) ماہ نامہ ضیائے قمر، ۱۹۸۱ء، ص:88۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5، ص:221

(91) قصوری، محمد صادق، اکابرِ تحریک پاکستان، مکتبہ رضویہ، گجرات، ۱۹۷۶ء، ص:201

(92) ہفت روزہ استقلال، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص:16۔ الازہری، پیر محمد کرم شاہ، شیخ الاسلام علامہ مولانا حافظ خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ضیاء حرم، اشرف الاولیاء نمبر، اگست۔ستمبر، ۲۰۰۶ء، ص:178۔ چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5، ص:238

(93) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5، ص:253۔ ضیائے حرم، شیخ الاسلام نمبر، ج:6، ص:33

(94) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:5، ص:253.250

(95) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال فی خلفاء پیر سیال، انجمن قمر الاسلام سلیمانیہ، کراچی، ۲۰۰۸ء، ج:6 ص: 128۔127

(96) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:448۔ مرتضٰی، ۱۹۸۰ء، ص:263

(97) ماہ نامہ ندائے اہل سنت، فروری ۱۹۹۰ء، ص: 6

(98) چشتی، محمد مرید احمد، فوز المقال، ج:3، ص:447۔ چاند، ۱۹۸۱ء، ص:112

(99) قصوری، محمد صادق، اکابرِ تحریک پاکستان، مکتبہ رضویہ، گجرات، ۱۹۷۶ء، ص:234

(100) صحیح مسلم، کتاب الایمان، حدیث نمبر:73۔ سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، حدیث نمبر:965۔ جامع ترمذی، کتاب الفتن، حدیث نمبر:2172

(101) النحل 125:16

The Mystics of Sial Sharif as Opponents of the British Rule in India

Muhammad Sultan Shah
Government College University, Lahore

The Mystics of Sial Sharif as Opponents of the British Rule in India

Muhammad Sultan Shah
Government College University, Lahore

Abstract

The Muslims of the Indian subcontinent opposed the colonial rule and endeavoured to liberate their homeland in the second half of nineteenth and the first half of twentieth century. The British tried to bribe the 'ulema and *sajjada nashins* of the mystic shrines but they did not succeed in winning over the favours of the whole community. A shrine at Sial Sharif in the Punjab established by Khawaja Shams al-Din Sialwi played an important role in the liberation movement. The four generations of the sufis of Sial Sharif opposed the foreign rule tooth and nail, expressed their hatred for the British openly and participated in different anti-colonial movements. This paper discusses the contribution of Khawaja Sialwi and his three successors for the independence of their country.

Keywords

Introduction

Sufis had the credit of preaching Islam in the Indian subcontinent. They were great religious scholars with sound character who learnt local languages to preach Islam in an effective manner. They impressed Hindu community and conversion took place on large scale. The opponent of Islamic mysticism (*tasawwuf*) think that these saints were

ascetic. It is not true because these learned personalities were not unaware of the Prophetic tradition that "There is no asceticism in Islam." (ibn-Hajr, 9: 11 and Razi 2000: 57) The mystics of Suhrawardi order (*silsila*) had good relations with the ruling class and three great mystics of the order accepted the title of *Shaykh al-Islam* during sultanate dynasty. The mystics of Chishti order disliked going in royal courts but they had special influence in the ruling elites. In general, all sufis were deep-rooted in masses. During colonial rule, they played an active role in politics and opposed the British government in India. Some *sajjada nashins* of Chishti shrines had good relations with the British administration but most of them were opponents of colonial rulers and they left no stone unturned to liberate their homeland.

Sial Sharif is a village in district Sargodha (earlier it was in district Shahpur) located in Sahiwal tehsil and lies 48 km (30 miles) away from city of Sargodha. It is a blissful place where four great mystics are laid buried in a grand mausoleum. These mystics belonged to Chishti order that played an active role in the freedom movement. They opposed the British occupation tooth and nail. The British government tried to bribe them in various forms but could not succeed in getting their support for their illegitimate rule. On contrary, the saints of Sial Sharif

(commonly called Pir Sial) opposed the foreign rule established by Great Britain.

According to David Gilmartin, many *sajjada nashins* were honoured by the British and given positions of local administrative authority. This was particularly true in south west Punjab, where families of *sajjada nashins* were among the largest landholders in the areas and were extremely influential in local affairs. (Gilmartin, 1979: 499) The Pir of Sial Sharif did not share the tradition of cooperation with the British administration.

The main thesis of this paper is to enquire about the political role of the Pir of Sial Sharif over four generations. An attempt is being made to explore the role of these *Pir* in opposing the colonial rule in India and their contribution in the struggle for creating Pakistan. This paper is primarily based on *malfuzat* and *tadhkirah* literature pertaining to the saints of Sial Sharif.

Shams al-Arifin Khawaja Muhammad Shams al-Din Sialwi (1214-1300 AH /1799-1883 AD), the founder of mystic sanctuary (*khanqah*) at Sial Sharif and a *khalifa* of Khawaja Shah Sulaiman of Taunsa (1770-1850), tenaciously opposed the British rule. He used to say proudly, "Allah has kept my eyes safe to see the British." He had the chance to meet the white people but God saved his eyes to have a look at their face. (Chishti, 1997: 59)

Once, he was informed that an English officer had reached Sial Sharif while he was on his visit of the area. He expressed his desire to see Khawaja Shams al-Din Sialwi. He was on his way to the Khawaja's residence who expressed his hatred saying "Why is he coming to me? He cannot approach me." Due to his prayer, the English officer changed his mind at once and returned from Sial Sharif without meeting the Khawaja saying, "I shall see him sometime later." (Taskhir, 1964: 13-14 and Chishti, 1997: 59)

Mian Sher Muhammad Sharqpuri (1865-1928 AD), a Naqshbandi mystic, said about Shams al-Arifin Sialwi, "He remained within the English (government) and outside it as well." He meant that the Khawaja had no relation with British government in spite of the fact that he was living in a country governed by them. (Chishti, 1997: 59 and Kasuri, Preface)

Once the British attacked Kabul, the capital of Afghanistan, during the reign of Queen Victoria (1819-1901 AD), he went to the southern door of his compartment and said angrily, "When the Afghan will hold sword, the woman (Queen) would urinate in her skirt in London." He repeated these words twice or thrice and then turned round in anger. Later on, it was known that the British attacked on the same day but the Pathans defeated them. (Ata Muhammad, Jan. 1980: 244) Actually, the Khawaja had known it priorly through divination (*kashf*).

During the Anglo-Afghan War, the battle of Kabul was fought in January 1842 between the British army led by General Elphinstone and the Ameers of Kabul particularly Akbar Khan and Ghilzai chiefs. The British who were considered to be unconquerable had to retreat from Kabul and the Elphinstone's Kabul Garrison was annihilated. On 9th January 1842, Akbar Khan compelled the invaders to surrender as hostages. The glorious victory of the Afghan in fighting against the mighty British Empire, symbolized by the return of Dost Muhammad Khan in 1842 to the throne of Kabul, after having been displaced by the British in 1839. (Louis, Sept-Dec. 1976: 506)

In the last days of Amir Sher Khan (1825-1879), the British attacked Afghanistan severely after proper planning and preparation. During the Second

Anglo-Afghan War, Major General Sir Frederick Roberts was commander of the British troops. The British experts were sure that they would conquer Afghanistan easily. Brigadier General George Furrows was directed to attack and there was a furious battle between the British army and the Afghans at Maiwand. Sardar Ayyub Khan (1857-1914), the younger brother of Sher Khan, fought with his sword in such a way that his hand was swollen and the handle of the sword was cut to separate it from his hand.

The day on which the Afghans were attacked, Khawaja Muhammad Shams al-Din Sialwi was relaxing in his room where he was buried afterwards. Suddenly, he stood up in anger and moved towards the northern door of his room and stood there while holding the door. After some time he sat, stood again and then sat. He did so thrice. Maulana Muhammad Mo'azzam al-Din of Marula (1832-1907) was present there who was surprised to see such unusual action but he could not dare to ask the reason. Anyhow he wrote the date and time of this event. After some days, few persons from Afghanistan visited Sial Sharif. The Khawaja inquired the situation in their country. They told that on such date the British army attacked with full strength and there was a severe fighting. The Afghans were attacked thrice violently but the British army was pushed back

every time by the grace of Almighty Allah and the Afghans had great victory. This incident took place in 1296 AH. The date and time of Khawaja Shams al-Din Sialwi's unusual action and the attack on Afghanistan were the same. After the defeat of the British at Maiwand, Amir 'Abd al-Rahman took the rein of Kabul government and ensured the law and order in the country, bringing it to the path of progress. (Chishti, 1997: 63)

The battle of Maiwand took place on 27th July 1880 between the Afghan troops led by Ghazi Muhammad Ayyub Khan, and the British and Indian troops led by Brigadier General Burrows at Maiwand situated in the west of Kandahar in sourhern Afghanistan. Due to his victory against the British army, Ghazi Muhammad Ayyub Khan is known as the Victor of Maiwand and Afghan Prince Charlie. According to Howard Hensman, more than 1000 fighting men of British were killed. (Howard, 1881: 462-63)

Jeffery Greenhut states that "Maiwand was one of the worst defeats ever inflicted on British Indian army. Over 40 percent of the 2500 men involved on the British side became casualties, the vast proportion of them killed on or fleeing from the field, demonstrating once again the foreign powers that intervene in the brutal and incessant tribal feuds of Afghanistan." (Jaffery, April 1980: 99)

Here the question arises why was Khawaja Shams al-'Arifin so much interested in Afghan affairs? The first reason is very significant: an attack on a brotherly Muslim country was condemned by a Muslim mystic. Secondly, he studied *hadith* and *fiqh* with a renowned scholar Hafiz Umar Draz, a commentator (*sharih*) of *Sahih al-Bukhari*, at Kabul. So he could not remain indifferent when the British attacked on Afghanistan. (Nizami, 1975: 373 and Chishti, 2005: 303)

Many a times it happened that Malik Fateh Sher Khan Tiwana approaches Khawaja Shams al-Arifin complaining that another chief of his tribe Malik Sher Muhammad Khan Tiwana used to offer costly gifts to the British governor. He felt ashamed because he could not offer him such precious gifts. Every time, the Khawaja raised his hands for prayer and the governor postponed his visit and went somewhere else. Malik Fateh used to send Sial Sharif what he had collected to offer to the British governor. (Ghani, 230)

The British had occupied India after the defeat of the Indians (both Muslims and Hindus) in the war of independence. After the establishment of the British rule, some Indian Muslims got employment in the government.

According to Khawaja Shams al-Din Sialwi, the service of the British government was not

permitted. He considered a great loss in the religion to serve the non-Muslim people because the persons in such employment could not remain steadfast in the obedience of Almighty Allah. (Ghulam Nizamuddin (tr), 2011: 197)

According to Khaliq Ahmad Nizami, Khawaja Shams al-Din Sialwi had 35 *khalifa*s. (Nizami, 1957: 706-708) But Haji Muhammad Murid Ahmad Chishti has enumerated 110 personalities whom Khawaja Sialwi bestowed *khilafat.* (Chishti, 1997: 74-80) (This list is according to the Fauz al-Maqal fi Khulafa-e-Pir Sial, volume No.1, but in other volumes the number has been increased.) The same list has been reproduced by Dr. Muhammad Suhbat Khan Kohati in his doctoral thesis. (Kohati, 2010: 112-116)

Most of the *khalifas* of Khawaja Shams al-Din Sialwi were against the colonial rulers but they had indifferent attitude towards practical politics. According to David Gilmarton Pir Sayyid Mehr 'Ali Shah of Golara Sharif (1275-1356/1859-1937) refused to be drawn into direct association with the British government, however much it supported a meditation religious style. He maintained his deep reformist concern with the personal instruction of his disciples in the individual obligations of Islam issuing numerous *fatwas* (rulings) on points of religious law and gaining a reputation for religious learning among a section of ulema.(Gilmartin, 1989: 59)

In 1911, the King of Great Britain George V, came to Delhi and various religious personalities were invited to attend the Delhi *darbar*. Pir Sayyid Mehr 'Ali Shah of Glora (1275-356 AH /1859-1937), a famous *khalifah* of Khawaja Sham al-Din Sialwi rejected such invitation on the grounds that for him to attend such ceremony would be an insult to Islam. (David 1984: 232 and Faid, 2004: 283) The British government could not purchase his favors. He was offered 400 squares of canal irrigated land to meet the expenditure of his *khanqah* but Pir of Glora did not accept such fief. (Gilmartin, 1984: 272)

Khawaja Allah Bukhsh Hajipuri (1245-1339 /1830-1920), a *khalifa* of Khawaja Shams al-Din Sialwi, was once sitting with his followers. The British rule and slavery of Muslims came under discussion. He said to the audience, "The British have to go back from here and this country would become an independent state. You would see the British leaving the country." When Pakistan came into existence on 14th August 1947, a number of his *murids* were alive. So his prediction was realized in the life of his followers before whom the Khawaja has foretold about the freedom of his country. (Chishti, 1997: 285)

Maulana Ghulam Qadir of Bhera (1214-1327/1825-1909), a *khalifa* of Khawaja Shams al-'Arifin Sialwi, joined Oriental College Lahore in

1879 as Arabic teacher. In 1881, the British government needed a *fatwa* signed by ulema. Many Islamic scholars refused to sign it but did not say anything openly. When this *fatwa* was presented to Maulana Ghulam Qadir, he refused to sign it openly. The government approached Dr. G. W. Leitner, the Principal of Oriental College that he should compel the *maulawis* of the College for signature. Dr. Leitner was in Simla for spending summer vacation. He directed the whole staff that they should issue the *fatwa* on the behalf of the government, as they were government employees. On reading such letter the Maulana resigned first of all saying, "I shall not issue wrong *fatwa*." The Principal did not want to relieve off such a learned man. Again, he requested Ghulam Qadir not to leave the College but the Maulana wrote, "I cannot continue service as I have been compelled to issue wrong *fatwas*." When the Principal returned, he called the Maulana to join his duty but he said, "I have been commanded by the Lord of Madinah that I should only teach the Quran and *hadith*. My salary would come from the treasure of Almighty Allah every month. In such circumstances, I may be excused for the professorship of the Oriental College." (Faruqi, 1975: 228 and Bigwig, 2004: 288 and Chishti, 1997: 569)

The successor of Khawaja Shams al-'Arifin was his son Khawaja Muhammad al-Din Sialwi (1253-1327 AH/ 1837-1909 AD) but he was moderate than his father and he did not consider it a sin to meet any white person. There is ample evidence that he met the British more than once.

According to Ghulam Dastgir Khan Bekhud, once Khawaja Muhammad al-Din Sialwi told that a British asked him, "Why do you call the date of demise of saints as *'urs* and what is meant by this word?" He replied, "*'Urs* means 'marriage'. It is called so because the death of saints is considers the beginning of a new life." Upon the answer of the Khawaja Sialwi he was surprised. After a few moments he further inquired, "Why do you not call the date of death of a woman as *'urs*." The Khawaja replied, "There is no harm in calling so; she is *'Arus* herself." ('arus means bride, it is also plural of *'urs*.) The British became silent and could not say anything further. (Bekhud, 1343AH: 127)

Once, a Police Superintendent came Sial Sharif in uniform with a priest. This was strange event for the people of Sial Sharif. People in thousands gathered from the villages around Sial Sharif. Khawaja Muhammad al-Din Sialwi made

arrangement for the people to sit on ground by spreading carpets and the British were asked to sit on cots. After sometime, the Superintendent of Police said, "Maulawi Sahib! Our priest wants to say something about God." Khawaja Sahib remarked, "With pleasure." The priest delivered a long speech on Jesus Christ's status as one of the three and atonement etc. (Trinity and atonement are two fundamental beliefs of Christianity.) He spoke for a long time but the Khawaja remained silent and did not interrupt him. The audience was astonished on his silence. Meanwhile, there was call for *'asr* prayer (*adhan*) and Khawaja Sialwi said, "O Priest! You talked about your God and we listened a lot. Now allow us to go and listen to our God." The priest inquired surprisingly, "What are you talking about? Is your God different from our God?" He said, "Your God has a wife and children but our God is *Wahdahoo la Sarik* (He is alone and has no partner)." (Bekhud, 1343 AH: 129-130 and Chishti, 2010: 92.93)

In fact, Khawaja Muhammad al-Din Sialwi's intension was to preach the priest according to the guidance revealed to the blessed Prophet (upon whom be peace and greeting) in the following verse of the Qur'an: "They do blaspheme who say: God is

one of three in a Trinity: for there is no god except One God." (Al-Qur'an 5: 73)

According to Haji Muhammad Murid Ahmad Chishti, Khawaja Muhammad al-Din Sialwi bestowed *khilafat* upon 26 persons. (Chishti, 2010:146) Among these *khalifa*s, Maulana Muhammad Zakir Bugwi (1293-1334 AH/1876-1916 AD) was a great religious scholar. (Bugwi, 2004: 211-322)

When the Prince of Wales came in Lahore, Maulana Bugwi saw him and said, "Really, beard is a sign of honor and respect. Behold! The Kings and priests among these people grow beard upon their face." (Chishti, 2010:227)

Khawaja Muhammad Sharif Chishti (1287-1330/1870-1917) was a *khalifa* of Khawaja Muhammad al-Din Sialwi. He was called by an English officer in the interrogation of a person from Surakki. He went *Kathwai* to meet the officer along Mian 'Amir 'Abdullah of Khorah who paid respect to Khawaja Sharif and offered him 500 *begha* (250 acres) land but he refused to accept the land saying, "We, the *derwishes*, have to do nothing with property." (Chishti, 2010: 358)

Khawaja Hafiz Muhammad Diya al-Din (1304-1348 AH /1887-1927 AD) was the son of Khawaja Muhammad al-Din Sialwi and the grandson of Khawaja Shams 'Arifin. Like his predecessor saints, he hated the British government bitterly.

According to Khawaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi, people who joined the British army during World War I, actually fought against the Muslims to please the British government. The names of such soldiers engraved on big stones were sent to the *lumberdars* (village headmen) of their villages and were installed there as a sign of honour. Khawaja Diya al-Din went to Surakki Sharif and saw such a stone on the residence of a *lumberdar*. On seeing such stone he remarked, "People are not ashamed (by this action). They have kept such stones as a symbol of pride after fighting on the side of enemy of Islam." On hearing these words, the people with a keen sense of honour erased the names mentioned on such stones. Ghulam Muhammad, the police officer, wrote to the Deputy Commissioner that Maulana Zahur Ahmad Bugwi (1318-1364/ 1900-1945) had erased the names on instigation of the *sajjada nashin* of Sial Sharif. But no action could be taken and the police officer had to lick the dust. (Chishti, 2005: 234)

According to another tradition, a stone bearing the names of such soldiers of the

subcontinent who fought bravely against the Muslims of Turkey, was demolished under the direction of Khawaja Diya al-Din Sialwi. He said, "I do not like to see the names of such wretched that had shot at the Muslims of Turkey." (Chishti, 2005: 257)

Dr. Anwar Ahmad Bugwi says that the event took place in 1924 at Surakki in Soon Sakesar. Khawaja Diya al-Din was on his tour with Maulana Zahur Ahmad Bugwi in connection with the *Khilafat* movement. When Maulana Bugwi had addressed the villagers and spoke against the glorification so such soldiers, some young men broke the stone. (Bugwi, 2004: 427) Therefore, a case was registered against him and was trailed by the Sub-divisional Magistrate Chiniot/Khushab. The Maulana was banned to address for some time. During enforced silence, he continued to deliver Friday sermon at Bhera but avoided addressing the public meeting for one year. (Bugwi, 2004: 465)

In the valley of Soon Sakesar, a statue of Queen Victoria was installed. Khawaja Diya al-Din ordered his disciples to remove it from that place. That is why, he remained under displeasure of the British government. (Chishti, 2005: 257)

Mr. Duncan, the Deputy Commissioner of Shahpur district, sent Raja Kifayat 'Ali, the *tehsildar* of Shahpur from Nahang Bungalow to Sial Sharif on the behalf of Governor of the Punjab who met

Khawaja Diya al-Din Sialwi and said, "The governor is impressed by you due to your religious contribution and spirituality and wants to free a religious and *mutawakkil* person like you from mundane worries. So, it has been decided that 20 squares (*murabba*') land (a piece of land equivalent to 25 acres is one *murabba*') may be allotted to you for your personal need. Furthermore, I have been authorized to add 7 squares (*murabba*') land in it if I feel further need, making the total as 27 squares. He listened with a smiling face and inquired, "Where is this land situated?" The Raja was pleased with the question and told with valour, "Sir! In Lyallpur, Sargodha or Rakh Fatehwali adjacent to Sial Sharif. The land of these areas is extremely fertile. You will get the land immediately where you like." Khawaja Diya al-Din smiled and said with hatred, "These lands are owned by any of my Muslim brothers. So, these are already mine. I thought that the government wants to allot me land in England." (Chishti, 2005: 155)

According to Khawaja Qamar al-Din Sialwi, scolding the *tehsildar* he said, "Be off, you have come to buy my faith (*iman*)." (Chishti, 2005: 233)

Once Khawaja Diya al-Din Sialwi went Delhi and offered the *fateha* at the tomb of Khawaja Nizam al-Din Auliya. At the time of *'asr* prayer, he went to a mosque to offer his *salah*. It was locked and two

British soldiers were on duty as guards at the main gate. His face turned red with anger that the British had intention to use the mosque for some other purpose considering it as an inherited property. He was accompanying his younger Sahibzada Muhammad ‘Abdullah Sialwi, Dr. Feroz al-Din and ‘Isa Qurayshi. He ordered his brother to break the lock. On entering the mosque, they were surprised to notice that the mosque was being used as a stable and the grass imported from Kabul was there for the royal horses. He ordered ‘Isa to stand at the door with a rifle and said, “If any white person try to resist, shoot him at the spot.” He cleansed the mosque himself, called for prayer (*adhan*) and offered prayer in congregation (*salat bil-jama’at*) and wrote a letter to the commissioner of Delhi in which he underlined: “Mosque is the worship-place of the Muslims which is dearer to them than their life. Muslims consider it their religious duty to revive its sanctity. Therefore, I advise you that the mosque being used as stable should be rehabilitated and I should be informed till tomorrow evening.” On the next day, he went to the same mosque for his *‘asr* prayer and saw an old *maulawi* sitting in the mosque and reciting the Qur’an. The *maulawi* told the Khawaja that he has been appointed as *imam* by the Commissioner yesterday evening and his salary has been fixed as 30 rupees per month and he has reached there in the

morning. Khawaja Diya al-Din Sialwi was pleased to hear it and he offered the *imam* twenty rupees, wrote his address and said, "You will receive twenty rupees every month from this *darvesh*." The *imam* was advised to serve the mosque with dedication. (Chishti, 2005: 256-257)

Once an English Deputy Commissioner came to see Khawaja Diya al-Din Sialwi, Sahibzada Muhammad Sa'dullah Sialwi led him to the Bangla (resting place of the Khawaja). Khawaja Diya al-Din was in other room. Sahibzada Sa'dullah informed him about the arrival of the Deputy Commissioner but he said, "Why did he enter my house without permission? Direct him to go back." The Sahibzada requested, "He wants to see you. After all, he is the Deputy Commissioner." He refused to see him at all. The Sahibzada said to the DC, "He cannot attend you as he is taking rest." The DC understood the situation and said, "You are trying to dodge me. He does not want to meet me." So, he returned without meeting such a patriot. (Chishti, 2005: 228)

Khawaja Diya al-Din had named his pet dog as "George V" after the name the king of the United Kingdom and the British Dominions, and used to say in crowd of people, "Go! Give *lassi* (diluted curds) to George V, it's time to feed him, feed him with bread now." (Chishti, 2005:230) According to Khawaja Ghulam Fakhr al-Din, the British often

name their pet dog as Tipu. Khawaja Diya al-Din Sialwi has kept a dog especially in the hatred of the British and named it as "George V". (Chishti, 2005: 227)

He hated the British so much that he never used lantern because using a lantern manufactured by Great Britain was equivalent to benefit the colonial ruler. There was no electric supply in Sial Sharif those days and he always used earthen lamp. (Chishti, 2005: 227)

He had so much hatred against the British rule that if any employee of the British government had eaten meal in the utensils of *langar* (free public kitchen) or touched it, he ordered to break it. (Chishti, 2007: 150 and 2005: 225)

Once an army solider of the British government patted his mare on the back. When he was informed about it, he said, "It is not worthy to be ridden because an English employee has touched it." (Chishti, 2007: 150 and 2005: 225)

The 'ulema of the subcontinent were divided on the issue whether India should be regarded as *dar al-Islam* or declared as *dar al-harb*. The Indian Muslims were suggested to migrate to Afghanistan by such religious scholars who had declared India *dar al-harb* because *hijrat* had become mandatory. Maulana Ahmad Rida Khan Barailwi considered *jihad* and *hijrat* inadmissible as they would cause

disaster to the Muslim community. Abul Hasanat Muhammad ‘Abdul Hayy (1848-86) of Farangi Mahal, Ashraf ‘Ali Thanawi, Nawab Siddiq Hasan Khan and Shibli Nu’mani were not in favour of *hijrat* but Maulana Zafar ’Ali Khan and Abul Kalam Azad, ’Ali Brothers, Maulana Ataullah Shah Bukhari, Thanaullah Amratsari, Ahmad ’Ali Lahori and Maulana Daud Ghaznawi were staunch supporters of the idea of *hijrat*. Muhammad Qasim Nanotawi considered India *dar al-harb* for the obligation of *hijrat* but *dar al-Islam* for the purpose of usuary transaction. Rashid Ahmad Gangohi’s decrees have the same ring of confusion. Maulana ‘Abdul Bari of Farangi Mahal, a staunch supporter of the *khilafat* movement regarded India *dar al-Islam.* (Qureshi, 2009: 126-172)

In such atmosphere the *sajjada nashins* of shrines had also split opinion. Khawaja Muhammad Diya al-Din Sialwi was in favour of *hijrat* to Afghanistan.

His sons Khawaja Ghulam Fakhr al-Din Sialwi once said, “I remember well those days of my childhood when *Hadrat Thalith* (Khawaja Diya al-Din) used to say, ‘Tie up your goods, we may have to migrate Afghanistan any time.’” (Chishti, 2005: 230)

According to Hakim ‘Ali Muhammad Khawaja Diya al-Din had been thinking seriously for

migration to Afghanistan. He sent the Hakim to Colonel Rukn al-Din of Batalah Tehsil Khushab in connection with the consultation for the *hijrat*. In fact, the Colonel had been residing in Afghanistan for long time. So, he was consulted in Batalah who expressed the difficulties to be faced in this endeavour. The Khawaja was informed accordingly in this regard. (Ali, Aug-Sept: 157.158)

In 1925, Hakim 'Ali Muhammad was directed to go Afghanistan along the tribal *carvans* to get information about the country prior to *hijrat*. Maulana Muhammad Zakir requested for permission to accompany him that was granted. Before their departure, they met Sher Khan Pathan of Taunsa who promised to accompany them but when they reached the promised place in the camp of Sher Khan, he was absent and the tribal people did not allow any Hindustani to go with them. The government of Afghanistan has not given such permission. So, they had to return in failure. (Ali, Aug-Sept 2005: 167)

Khawaja Diya al-Din Sialwi took an active part in *Khilafat*, *hijrat* and non-cooperation movements. According to David Gilmartin, Pir Dia'uddin of Sial Sharif joined the Jami'at Ulema-yi Hind in issuing anti-British *fatwas.* (Gilmartin, 1989: 64)

During the *Khilafat* movement Khawaja Diya al-Din Sialwi said to this wife to bring all golden

jewellery so that after selling these money could be sent to Turk *mujahidin*. His wife offered jewellery happily. (Ali, Aug-Sept 2006: 156)

He also collected money in thousands to send for the help of Turk *mujahidin*. (Chishti, 2005:231)

His grandfather's *khalifa* Pir Sayyid Mehr 'Ali Shah of Golra gave jewellery and horses in the fund raised for the financial help of Turk brethren. (Faid, 2004: 268)

Khawaja Diya al-Din issued *fatwa* according to which the service in army and police under the British government were regarded as forbidden (*haram*). This *fatwa* was published under title *Amr-i-Maruf* and circulated on large scale. (Gilmartin, 1989: 64)

So he had different opinion from Pir Mehr 'Ali Shah of Golra, a *khalifa* of his grandfather, regarding the non-cooperation movement. Indeed, the tension inherent in the movement appeared dramatically when Pir Zia' uddin allowed Maulana Muhammad Ishaq Mansehrawi, to issue a public challenge at the Sial *'urs* for a debate with the Pir of Golra, who opposed the radical phase of the *Khilafat* agitation. The result was near riot but efforts for reconciliation succeeded. (Faid, 2004: 276)

There was correspondence between Khawaja Diya al-Din and the Pir of Golra over the issue of

non-cooperation but both considered the service in the British government as forbidden (*haram*). Due to the mediation of Nawab Mian Muhammad Hayat Quraishi and Maulana Muhammad Din Budhwi, the difference came to an end. (Chishti, 2005:278)

The speech of Khawaja Diya al-Din Sialwi delivered on the occasion of *'urs* in 1920 was published under title *A'lan Wajib al-Adhan* by Sayyid 'Ataullah Shah Bukhari with an introduction. (Diya al-Din, 1920)

In the *fatwa*, he stressed upon the devotees of Sial Sharif not to cooperate with the Government of Great Britain. They were directed:

i) to return the titles and honorary posts;

ii) to separate from the membership of councils and not to vote for candidates;

iii) not to benefit in trade to the enemies of religion;

iv) not to accept financial assistance for schools and colleges and not to have any relation with public universities;

v) not to serve in army and to help army in any way; and

vi) not to approach courts for disputes and not to practise as advocates in courts. (Diya al-Din, 1920 and Chishti, 2005: 269)

Khawaja Diya al-Din Sialwi was a big landlord but he never paid land revenue to the British government. (Ali, 2006: 156 and Chishti, 2005: 225 and Chishti, 2003: 537)

He boycotted all goods manufactured by Great Britain, especially cloth. He wore *khaddar* and all his family members also used homespun cloth. (Ali, 2006: 156)

The character of Khawaja Dia al-Din was entirely different from many other 'ulema, in issuing *fatwa* in favour of the *hijrat*. Maulana Sayyid 'Ataullah Shah Bukhari, Maulana Thanaullah Amratsari, Maulana Abu'l Kalam Azad and Maulana Shaukat Ali were preaching the people to migrate but they did not migrate themselves to Afghanistan or Asia Minor. (Rashid, 1920: 368-373) On contrary, Khawaja Diya al-Din seriously thought to migrate but God saved him from such trial due to his sincerity and piety.

Some famous *sajjada nashins* of the Punjab like Pir Jama'at 'Ali Shah of Alipur, Pir Fazal Shah of Jalalpur and Pir Mehr 'Ali Shah of Golra opposed the venture for they honestly believed that it was irrelevant, unnecessary and harmful to the community. (Qureshi, 2009: 136) Pir Mehr 'Ali Shah was a *khalifa* of the grandfather of Khawaja Diya al-Din but he never supported *hijrat* movement. In response to a question, he said that there was no

justification of *hijrat* from the Qur'an, Sunnah and other arguments of *shari'ah*. Nor the companions (*sahaba*) did such kind of *hijrat*. (Faid, 1997: 271)

Khawaja Diya al-Din Sialwi was constantly under observation of intelligence by the British officials. A police superintendent D. Jones was regularly watching all his activities and sending the intelligence report to the British government. According to this report, Khawaja Muhammad Diya al-Din was regarded as the key figure in creating hatred in the public against the "His Majesty" Government. Moreover, he was considered a great financial source for the *Khilafat* committee and other non-cooperative activities. When His Excellency Lieut. Governor of the Punjab camped at Multan on 19-03-1920, three of his followers (who stated later that they were deputed by their Pir Sahib Maulawi Muhammad Diya al-Din of Sial Sharif to destroy the residence of His Excellency) were caught red handed in possession of explosive material. His activities were considered harmful to the His Majesty's government. He was headache and obstacle for local law-abiding forces. Several efforts had been made directly and indirectly through the British sources to soften him or moderate him, but all in vain. However,

he was cordoned and kept under strict surveillance. The surveillance staff had been deputed permanently. (Chishti, 2003:559. 562)

On the day of sad demise of Khawaja Diya al-Din Sialwi, Nawab Khuda Bakhsh Tiwana was with the British governor of the Punjab who told the Nawab that the *sajjada nashin* of Sial Sharif had died. The Nawab asked, “How did you get the news? We are still unaware of it.” The governor told that he had received the news through wireless message just then. (Chishti, 2005:233)

Khawaja Diya al-Din Sialwi had 21 *khalifa*s some of which were anti-British like Amir Jundullah Pir Hafiz Muhammad Shah of Bhera, Maulana Zahur Ahmad Bugwi, Khawaja Hafiz Muhammad Husain of Mo’azamabad. (Chishti, 2005: 432.778.410)

According to Maulana Iftikhar Ahmad Bugwi, Maulana Zahur Ahmad Bugwi founded Markazi Majlis-e-Khilafat district Sargodha in October 1921 and organized *Khilafat* committees in the district under the guidance of Hadrat Sahibzada Pir Muhammad Diya al-Din, the *sajjada nashin* of Sial Sharif. (Bugwi, 2004: 452)

Maulana Zahur Ahmad Bugwi worked as the secretary of the *Khilafat* committee Bhera and worked in the same capacity in the *Khilafat* Committee Sargodha, District Shahpur. He travelled various places in the company of Khawaja Diya al-Din from December 1-28, 1924. (Bugwi, 2004: 456) Maulana Zahur Ahmad Bugwi was arrested by the British government on 15th March, 1922 from Sargodha and after conviction from the court he was imprisoned for one and half years. He was remained in captivity at Jhelum and Rawalpindi jails. (Monthly *Shams-ul-Islam* 1945: 26)

According to Sahibzada Mahbub-ur-Rasul of Lilla Sharif, he was the first prisoner in District Shahpur during the movement. (Bugwi, 2004: 454 and Chishti, 2005: 780)

Dr. Anwar Ahmad Bugwi has given a list of twenty leaders who visited Bhera during *Khilafat* and non-cooperation movements on invitation of Maulana Zahur Bugwi. Khawaja Diya al-Din Sialwi was included in the list of speakers who addressed the gathering at Bhera organized by Maulana Bugwi. (Bugwi, 2004: 464-65)

Some other *khalifas* of Khawaja Diya al-Din like Khawaja Sayyid Ghulam Farid Shah Khwarzimi (d. 1408/1988) (Chishti, 2007: 461) and Shaykh Nur Muhammad Chishti (1898-1989) (Chishti, 2007, 706) followed the footsteps of their *Shaykh* during the *Khilafat* and non-cooperation movements.

Abul Barakat Pir Sayyid Muhammad Fazl Shah of Jalalpur, the grandson of Sayyid Ghulam Haider 'Ali Shah himself a *khalifa* of Khawaja Shamsuddin Sialwi, took active part in Pakistan movement. In 1927, he announced the formation of an organization called *Hizbullah* or Allah's party who purpose was to unite, strengthen and reform the Muslims under his political and spiritual leadership. The *Hizbullah* was to be organized as a spiritual army, whose soldiers were to pledge themselves to follow the Pir's leadership in an internal *jihad* aimed at restoring the dominance of the spiritual life among the Muslims, at assuring the performance of religious duties, and at improving economic conditions and uniting the Muslims politically. The organization was designed to provide cultural leadership independent of the colonial state and to give political expression to many religious concerns of the sufi revival. (Gilmartin, 1989: 69)

Pir Fazl Shah expressed complete confidence in the personality of the Quaid-e-Azam. He proclaimed time and again in his addresses that they (he and his followers) would stand by him unconditionally. He also announced that the *Hizbullah* would support the demand of Pakistan and would not hesitate any sacrifice for its attainment. (Ghani, 1965: 406-07) On 18-19 May 1945, the annual meeting of the *Hizbullah* was held in Jalalpur Sharif. Addressing the British government Abul Barakat Maulana Sayyid Muhammad Fazl Shah emphasized in his presidential address on the need of a separate homeland for the Indian Muslims. (Ghani, 1965: 407-408)

He assured Hindus that Pakistan would surely come into being in India. The British government would be forced to testify it and at last the Hindus would be forced to accept it. So long as the Muslims are alive and even if one individual out of 100,000,000 is alive, they would not accept the slavery of Hindus after getting rid of the British slavery. (Ghani, 1965: 406)

Shaykh al-Islam Khawaja Hafiz Muhammad Qamar al-Din Sialwi (1324-1410 AH /1906-1981) was the eldest son of Khawaja Hafiz Muhammad Diya al-Din Sialwi and the fourth spiritual mentor of *khanaqh* of Sial Sharif. When Khawaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi became the *sajjada nashin* in 1348 AH /1929 AD, he inherited hatred for the British government from his father. So, he took every possible step against the colonial rule.

Once he stayed in Kathwa'i Manzil for some days. He told about his journey, "On the way, an English (*farangi*) stopped me and I killed him with my rifle." Then, he said smilingly, "I killed a swine." (Aziz 1981, Chishti, 2007:151)

Malik Muzaffar Khan, a resident of Wan Bhachran came to Sial Sharif with an English friend whose wife was suffering from some mental disorder. The disease was not controlled in spite of treatment. When the problem was presented before Shyakh al-Islam, he commanded the English lady to take bath with clothes. After taking bath she turned normal. The British offered 50 rupees but Shaykh al-Islam threw the money in a water channel of filth. (Chishti, 2007: 151) Khawaja Qamar al-Din Sialwi had no hatred for white race. He rather hated such British rulers who had forcefully occupied India.

On 27-29 June 1932, a new convert Sir Jalal al-Din (former Lord Sir James) of Great Britain

attended the *'urs* of Khawaja Shams al-Arifin who was also allowed to deliver a speech on the truthfulness of Islam. (Monthly *Shams-ul-Islam* 1932: 48 and Chishti, 2007: 152)

Khawaja Qamar al-Din Sialwi applied the British government for the issuance of a licence of rifle. The government asked the need of licence to keep such a weapon. He replied, "This is not the age of sword. It is my desire to shoot some British if I would get such an opportunity." He was also asked to enumerate the services rendered for the government to decide whether he was entitled for it or not. Khawaja Sialwi replied, "You should have the knowledge of services rendered by my father Khawaja Muhammad Diya al-Din Sialwi. You can expect similar services from me." According to another tradition, he replied to the British Deputy Commissioner of Sargodha District as follows: "Perhaps you are aware of my father's name Khawaja Muhammad Diya al-Din Sialwi and his achievements. I am his son. You can expect similar services from me as rendered by him for the British government." (Chishti, 2007: 150-151)

Khawaja Qamar al-Din Sialwi used to say that he was completely disappointed about the issuance of a licence. At night, he saw his father in dream saying, "Qamar al-Din! Do not be disappointed." Then, his father Khawaja Diya al-Din Sialwi pointed

out to a room filled with all types of rifles who said, "Pick up the rifle which you like." After a few days the British Deputy Commissioner sent him the licence to keep a rifle. (Khurshid, 1981: 30-31 and Al-Azhari, 1980:175)

In 1931, the Shaykh al-Islam was sitting in Sial Sharif. It was the winter season and coals were burning in a grate. A letter from Governor of the Punjab was received. A person present in his company read the letter and explained its meaning. The letter reads: "On the recommendation of Governor of the Punjab, the King has conferred on you the title of 'His Holiness'." He took the letter in his hand, tore it into pieces and threw it in the burning grate. "His Holiness" was the highest title to be conferred on religious personalities by the British government. Khawaja Sialwi said, "It is the highest honour that I am the servant of the Holy Prophet ﷺ and connected with Pir Pathan Hadrat Shah Sulaiman Taunsawi. Having this anything else in this world is insignificant." (Al-Azhari, 1980:175 and Chishti, 2007: 151)

In 1929, Sial Sharif was hit by a devastating flood. All residential buildings, guest rooms and the *madrassa* were tumbled down. Malik Feroze Khan Noon, the minister for education in the British government (later on Prime Minster of Pakistan), inspected the flood affected area and approached

Khawaja Qamar al-Din Sialwi. He saw everything besides mausoleum was erased. He offered money for rehabilitation but Khawaja Qamar al-Din refused to take any help from the British government. (Chishti, 2007: 139.140)

When Khawaja Qamar al-Din became the *sajjada nashin*, the English missionaries were carrying out their activities in the subcontinent. He was informed that a priest Brown has established a camp at Silanwali. He was addressing the people in streets and bazaars. When the people were gathered, he raised baseless objections on Islam. The priest was trying to convert the Muslims to Christianity after creating misunderstanding through such allegations. On hearing about the activities of the priest, Shaykh al-Islam hurried to Silanwali on his horse, reached his camp and challenged him for a dialectic (*munazarah*). The priest accepted the challenge. Khawaja Qamar al-Din Sialwi delivered a speech about the distortion made in Bible and tried to prove it with arguments forcefully. Mr. Brown was proud of his knowledge and oratory. He became puzzled when he heard the arguments of the Khawaja Sialwi. The priest threw the Bible on the ground and ran away, saying, "Our Book has really been corrupted." (Monthly *Ziya-e-Haram*, 1980: 276 and Chishti, 2007: 511-512)

A similar event has also been narrated by Zahur-ul-Haq Quraishi which took place beside the road near Sial Sharif. Shaykh al-Islam reached the camp established by a Christian missionary and proved distortions in the Bible. After his defeat the priest shifted his camp somewhere else. (Chishti, 2007: 513) Another similar event is reported that on January 18, 1935, Khawaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi reached Kotla Fateh Khan situated 12 miles away in South-East direction from Sial Sharif. A Christian priest M. M. Brown, his wife and three other missionaries were preaching Christianity. He negotiated the priest and proved that the Bible has been distorted. He also repudiated the concept of atonement and the Trinity. The priest left the area with his books. (Chishti, 2007:514 and Monthly *Shams-ul-Islam* Bhera, February 1935/1353: 33)

Dr. Taskhir Ahmad was the administrator of Dar al-Ulum Diya Shams al-Islam Sial Sharif who told that when he returned from the University of Cambridge (England) after getting Ph.D., he used to wear necktie regularly like many other foreign qualified Muslims. Shaykh al-Islam advised him not to use necktie due to its resemblance with the cross. After that he abandoned it. When he was called for a meeting with President Ayyub Khan, his friends insisted that he should wear a necktie but he refused

to do so in obedience of his *shaykh*. (Chishti, 2007: 177 and Ahmad, 1981: 112)

On 23rd March 1940, Pakistan resolution was passed in Minto Park (now Iqbal Park) Lahore during the annual meeting of the All India Muslim League, Khawaja Qamar al-Din Sialwi attended the historic meeting. (Kalim, 1402 AH: 28 and Chishti, 2008: 172)

In 1942, Sir Sikandar Hayat Khan, the Chief Minister of Punjab wrote a letter to the Khawaja Sialwi urging him not to help All India Muslim League as its leader Mr. Jinnah belonged to Shi'ah community. The Khawaja Sialwi inquired him whether his leader Sir Chhoto Ram belonged to *Ahle Sunnat wal Jama'at*. Thereupon, Sir Sikandar had nothing to say further. (Iqbal, 1984: 31.40 Chishti, 2008: 207)

In 1942, the Muslim League in District Sargodha split up into two factions: one led by Nawab Muhammad Hayat Quraishi and the other led by Nawab Allah Bakhsh Tiwana. Both factions were merged on the mediation of Sir Sikandar Hayat and Maulana Khawaja Muhammad Qamar al-Din, the *sajjada nashin* of Sial Sharif who was the *murshid* (spiritual guide) of both *nawabs* was accepted as the president of the Muslim League Sargodha and he worked in this position till Pakistan came into existence. (Kalim, 1402 AH: 28 and Chishti, 2008: 176-177)

The Pir of Sial was one of the first revival *pirs* to actively enter the political field in support of the Muslim League, in spite of the fact that among his more wealthy *murids* were many of the Shahpur Tiwanas, who remained Unionists. One of the bigger Tiwana landlords, Nawab Allah Bakhsh continued to have a close religious relationship with the Pir of Sial in spite of their sharp political opposite and before his death in 1948, the Nawab sought to dedicate 15 squares of his land in *waqf* as a family graveyard with the Pir of Sial as *mutawalli*. (Gilmartin, 1979: 510)

Khawaja Qamar al-Din Sialwi attended the All India Sunni Conference 1946 held in Benaras along other *sajjada nashins,* i.e. Maulana Sayyid Muhaddith Kachhochhawi, Mualana Na'im al-Din Muradabadi, Maulana Mustafa Rida Khan, Maulana Amjad 'Ali Maulana 'Abdul 'Alim Meeruti, Maulana Abul Hasanat Muhammad Ahmad, Maulana Abul Barkat Sayyid Ahmad, Maulana Abdul Hamid Badayuni, Diwan Sayyid Ale Rasul Ajmiri, Shah Abdul Rahman Bharchundi, Muhammad Amin al-Hasanat of Manaki Sharif and Mustafa 'Ali Khan. In this meeting it was agreed that the demand by the Muslim League would be supported and the ulema and *masha'ikh* of *Ahle Sunnat* were ready to make every possible sacrifice for the establishment of an Islamic State. (Chishti, 2008: 208-211)

During the civil disobedience movement, Shaykh al-Islam Khawaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi was the president of the Muslim League, District Sargodha. The politicians were of opinion that the movement would not success in the district but the Khawaja himself participated in the movement and offered himself for arrest. (Monthly *Ziya-e-Qamar*, 1981:88)

During the Pakistan movement, he had to bear hardship of imprisonment. His eleven and half squares agricultural land was confiscated by the government but he did abandon his support for Pakistan. (Kasuri, 1976: 201)

When referendum was held in North West Frontier Province regarding its future at the time of partition of India, 'Abdul Ghaffar Khan, the Sarhadi Gandhi, and other leaders of the Indian National Congress were against its annexation with Pakistan. At this critical juncture, the *sajjada nashins* of mystic sanctuaries played their role. Pir Sahib of Manaki Sharif, Pir Sahib of Zakori Sharif and Khawaja Qamar al-Din of Sial Sharif jointly visited all cities of the province, various meetings were held and the people were urged to support the Muslim League in

the referendum. (Weekly *Istaqlal* Lahore, 1991: 16 and Al-Azhari, 1980:178)

The Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah wrote a letter to Khawaja Qamar al-Din Sialwi in which he appreciated his contribution in the referendum and thanked him for his valuable support. (Chishti, 2008: 250-53 and *Ziya-e-Haram*, Shaykul-Islam Number, vol. 6, p. 33)

Khawaja Qamar al-Din Sialwi wrote a letter to Muhammad Ali Jinnah on 17th July, 1947 in which he emphasized to enforce Islamic law in Pakistan who replied him, "I have noted your suggestions stated in your letter and they will certainly have my careful consideration." (Chishti, 2008: 250.253)

Haji Muhammad Murid Ahmad Chishti has told 75 persons whom Shaykh al-Islam Khawaja Hafiz Muhammad Qamar al-Din Sialwi bestowed *khilafat*. But he has provided names of only 42 persons. (Chishti, 2008: 127-28)

Among them the one of the most learned personality is Pir Muhammad Karam Shah al-Azhari, a former justice of Shariat Appellant Bench, Pakistan Supreme Court who is the author of famous Urdu

translation and commentary of the Holy Quran entitled *Diya-al-Quran*, a biography of the Holy Prophet ﷺ under the title *Diya-al-Nabi* (al-Azhari, 1995), *Sunnat khayr al-Anam* (al-Azhari, 1995) and many other treatises. He participated in the Pakistan movement and took part in civil disobedience.

His father Pir Hafiz Muhammad Shah of Bhera was bitterly against the colonial rulers. He said to his *murids*, "Who wants to maintain relations with us, he should support the Muslim League and who is not faithful (in this regard), he has no relation to the *Khanqah Amir al-Salikin.*" (Chishti, 2005: 448 and Bakhsh, 2005: 105)

Maulana 'Ata Muhammad Bandiyalwi told in an interview that he was in Bhera in 1946. It was the time when Pakistan movement was in full swing. Pir Muhammad Shah was a complete *mujahid* who used to visit the area for the election campaign. The program of such visits was published priorly. That year, the Maulana also accompanied him. In this way, the whole *madrasa* including all teachers and students went with Pir Muhammad Shah conveying the message of the Muslim League from village to village. (Monthly *Nida-e-Ahle-Sunnat*, Feb. 1990: 6)

In the 1946 elections, Pir Hafiz Muhammad Shah took part in the canvassing campaign for the Muslim League. Addressing a public gathering in Lalyani tehsil Bhalwal, he said, "O Muslims! Be ware, the current election is not the battle of benefits. This is the battle of truth (*haqq*) and falsehood (*batil*). The Pothi (Hindus religious book) is one side and the Qur'an is on other side; infidelity (*kufr*) is on one side and Islam on other side; the Congress and its subsidiary the Unionist Party on one side and the Muslim League on other side. I command you to support the Muslim League, the Qur'an and Islam." (Chishti, 2005:447 and Chand, 1981: 112)

Maulana Muhammad Zakir Chishti (1321-1396/1903-1976), a *khalifah* of Khawaja Qamar al-Din Sialwi and the founder of Jamiah Muhammadi Sharif, District Jhang, joined the Muslim, League; supported the Quaid-e-Azam openly and participated in the Pakistan movement. (Kasuri, 1976: 234)

Khawaja Sialwi nurtured hatred against the colonial power among his disciples. So all *khanqahs* having spiritual light from Sial Sharif worked hard in Pakistan movement and the followers of Pir Sial and his *khalifas* voted for the Muslim League and a new country appeared on the globe.

The mystics of Sial Sharif have a significant role in the freedom movement of India. They not only opposed the British rule tooth and nail but also took an active part in various anti-colonial movements like *Tehrik-e-Khilafat*, *Tehrik-e-Hijrat*, non-cooperation and Pakistan movements. The contributions of four generations of Pir Sial family deserve to be written in golden words.

We can trace three degrees of *jihad* among these mystics. According to a *hadith*, *jihad* can be waged by sword, tongue and heart. (*Sahih Muslim*, *Kitab al-Iman*, *hadith* 73, *Sunan Abi Dawud*, *Kitab al-Salat*, *hadith* 965, *Jami' Tirmidhi*, *Kitab al-Fitan*, *hadith* 2172, *Sunan ibn Mjah*, *Kitab al-Fitan*, *hadith* 4011, *Musnad Ahmad*, *'Asharah al-Mubashsharun bi'r Jannah*, *hadith* 11246)

The Holy Prophet ﷺ left his own example in this regard. During the period before the first revelation, he did *jihad* of the last category, just hating the evil practices of his fellow citizens. During the rest of Makkan period (from the first revelation to his migration to Madinah), he spoke against the wrong beliefs and wrongdoings widespread around

him, which can be considered as *jihad* with tongue. During Madinan period, the Prophet ﷺ did *jihad* with hand to save Islam.

Khawaja Shams al-Din Sialwi was in opposition to the colonial rule and did not wage *jihad* with tongue and hand. His abomination for the British was so hard that he disliked even to see the white people. At that time the Muslims of India were not in such position to speak or fight against the illegitimate rule.

Khawaja Muhammad al-Din Sialwi, the *Thani Lathani,* undertook *jihad* with tongue. He met the British and tried to refute their religious beliefs logically and argued with them in a good manner.

Khawaja Diya al-Din Sialwi, the *thalith*, did practical *jihad* against the colonial rule with open political activity. He was extremely violent against the foreign rule and remained a source of trouble and economic loss for the British government. He took active part in the *kailafat*, *hijrat* and non-cooperation movements.

The fourth mystic of Sial Sharif was Khawaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi known as Shaykh al-Islam. In his personality, three grades of *jihad* had combined. He hated the colonial rule bitterly and expressed his aversion on various occasions. He debated the Christian missionaries on the issue of

distortion of the Bible. He continued *jihad* against them ignoring the consequences like imprisonment and confiscation of his land. His contribution in the liberation movement would be remembered.

Acknowledgement

The author gratefully acknowledges his indebtedness to Professor David Gilmartin, Department of History, North Carolina State University, USA for his helpful comments on earlier draft of this paper. His suggestions proved very helpful for its improvement.

References

Al-Qur'an 5;73.

'Ata Muhammad, Hakim, Yad-e-Ayyam, Dia'-e- Haram, Shams al-Arifin Number, January 1980.

Ahmad Bakhsh, Prof. Hafiz, Jamal-e-Karam, Lahore: Dia'ul Qur'an Publications, 2005, vol.1.

'Ali Muhammad, Hakim, Mujahid-i-Millat Khawaja Diya' al-Din Sialwi, Dia-e-Haram, Ashraf al-Auliya Number, vol. 36, No.11-12, Aug.-Sept. 2006.

Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Diya ' al-Nabi, Lahore: Dia' ul Qur'an Publication,1418-1420 AH.

Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Diya 'al-Qur'an, Lahore: Dia' ul Qur'an Publication,1995.

Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Sunnata Khayr al-Anam, Bhera-Markazi Jundullah,1955. Also published by Dia' ul Qur'an Publications, 2003.

Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Shaykh al-Islam Maulana Hafiz Khawaja Muhammad Qamar al-Din, Ashraf al-Auliya Number, vol. 36, No. 11-12 Aug.-Sept. 2006.

'Aziz Ahmad, Sahibzada, Shaykh al-Islam Hamahgir Sakhsiyat, Dia'e-Haram, October 1981.

Bekhud Jalundhari, Ghulam Dastgir Khan, Maulana, Mahbub Sial, Lahore: Maktaba Mufid-e-'Aam, 1343 AH.

Bugwi, Anwar Ahmad, Dr. Sahibzada, Tadhkar-e-Bagwiyah, Bhera: Majlis Hizb al-AnSar Pakistan, 2004, vol. 1.

Bugwi, Zahur Ahmad, Maulana, Akhari Paigham-i-Haq, Bhera: Hizb al-Ansar and Monthly Shams-ul-Islam, July 1945.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqil fi Khulafa-e Pir Sial, Lahore: Idarah Ta'limat-e-Aslaf, 1997, vol.1.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqil fi Khulafa-e-Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, 2010, vol. 2.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqal fi Khulafa-e Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam,

Dinah, Jhelulm: Bazm-e-Shaykh al-Islam, May 2005, vol. 3.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqal fi Khulafa-e Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, October 2007, vol. 3.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqal fi Khulafa-e Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, October 2007, vol.4.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqal fi Khulafa-e Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam,March 2008, vol. 5.

Chisti, Muhammad Murid Ahmad, Haji, Fauz al-Maqal fi Khulafa-e Pir Sial, Karachi: Anjuman Qamar al-Islam, March 2008, vol. 6.

Chishti, Sayyid Muhammad Zakir Husain Shah, al-Mustafa wa'l-Murtada: Tadhkirah Shamsiyah, Chishtiya, Lahore: Dia' ul Qur'an Publications, 2003.

Diya' al-Din Sialwi, Khawaja, A'lan Wajib al-Adh'an, Lahore: Shauq Electric Press, 1920.

Diya' al-Din Sialwi, Khawaja, Amr-i-Ma'ruf, Lahore: Kapur Art Printing Works, 1920.

Faid Ahmad Faid, Maulana, Mehr-i-Munir, Golra: Sayyid Ghulam Mo'in al-Din, 8th edition, 1997.

Faruqi, Iqbal Ahmad, Tadhkirah Ulama'-e-Ahle Sunnat wa Jama'at, Lahore: Maktabah Jadid Press, 1975.

Ghani, Dr. 'Abdul, Malfuzat-e-Hayderi, Lahore: Nudrat Printers, n.d.

Gilmartin, David, Empire and Islam: Punjab and Making of Pakistan, New Delhi: Oxford University Press, 1989.

Gilmartin, David, Religious Leadership and Pakistan Movement in the Punjab, Modern Asian Studies 13:3, 1979.

Gilmartin, David, 'Shrines, Succession and Sources of Moral Authority' in Barbara Daly Metcalf (ed.), Moral and Religious Authority: The Place of Adab in South Asian Islam, London: University of California Press Ltd., 1984.

Ghulam Murtada, Mian, 'Amir Jundullah Hadrat Pir Muhammad Shah Ghazi ', Monthly Dia'-e-Haram Lahore, January 1980.

Ghulam Nizamuddin, Sahibzada (tr.), Pur Gauhar in Muhammad Sa'id, Sayyid (ed.), Mir'at al-Ashiqin, Lahore: Tasawwuf Foundation, 2011.

Howard Hensman, The Afghan War of 1879-80, London: H. Allen & Co., 1881 Reprint by Sang-e-Meel, Lahore, 1999.

Ibn Hajr 'Asqalani, Fath al-Bari ed. Mohib al-Din al-Khatib, Beirut: Dar al-Ma'rifah, vol. 9.

Jeffrey Greenhut, Review "My God -Maiwand: Operations of the South Afghanistan Field Force 1878-

80" by Leigh Maxwell, Military Affairs, vol. 44, No. 2 (April 1980).

Kasuri, Muhammad Sadiq, Akabir-e-Tehrik-e-Pakistan, Gujrat: Maktaba Rizwiyah, 1976, vol.1.

Kasuri, Muhammad Ibrahim, Maulana, Khazinah Ma'rifat, Lahore: Maqbool 'Am Press, Preface.

Kazmi, 'Ata Muhammad, Hakim, Yad-e-Ayyam, Sargodha: Thana'i Press, n.d.

Khurshid Ahmad Shaikh, Shaykh al-Islam Hadrat Khwaja Muhammad Qamar al-Din Sialwi, monthly "Zia-e-Haram" Lahore, January 1980.

Kohati, Muhammad Suhbat Khan, Dr. Farogh-e-'Ilm mein Khanwadah-e-Sial Sharif are Un kay Khulafa ka Kirdar, Karachi: Sayyid Abul Hasan Shah Manzur Hamadani, Anjuman Qamar al-Islam, February 2010.

Louis Dupree, The First Anglo-Afghan War and the British Retreat of 1842: The Functions of History and Folklore East and West, vol. 26, No. 3/4, September-December 1976.

Monthly Shams-ul-Islam, July 1932.

Monthly Shams-ul-Islam Bhera, vol. 6, No. 4, February 1935/1353.

Monthly Shams-ul-Islam, 1953.

Monthly Ziya'-e-Haram, Shaykh al-Islam Number, vol. 6, No. 2.

Monthly Ziya'-e-Haram, January 1980.

Monthly Ziya'-e-Qamar, Gujranwala, Shaykh al-Islam Number, April 1981.

Muhammad 'Abdul Ghani, Dr. Amir Hizbullah, Jalalpur Sharif: Idara Hizbullah, 1965.

Muhammad 'Abdur Rasul, Prof. Sahibzada, The History of Sargodha, Sargodha: University of Sargodha, 2006.

Muhammad Din Kalim, Mian, Hadrat Pir Sial Lahore mein, Lahore: 1402, p. 28

Muhammad Iqbal Advocate, Malik, Tehrik-e-Pakistan aur Sargodha ki Yadin, Sargodha: Khalid Printing press, 1984.

Nizami, Khaliq Ahmad, Tarikh-e-Masha'ikh-i-Chisht, Karachi: Oxford University Press, 1975, vol. 5.

Qureshi, Muhammad Naeem, Pan-Islam in British Indian Politics: A Study of the Khilafat Movement 1918-1924, Karachi: Oxford University Press, 2009.

Rashid Mahmud, Raja, Tehrik-i-Hijrat 1920, Lahore: Maktabah-i-Auliya, 1995.

Razi, Fakhr al-Din, Tafsir Kabir, Dar al-Kutub al-'Ilmiyah, 2000, vol.12.

Sahih Muslim, Kitab al-Iman, Hadith 73, and Sunan Abi Da'ud Kitab al-Salat, hadith 965, and Jami' Tirmidhi, Kitab al-Fitan, hadith 2172, and Sunan ibn Maja, Kitab al-Fitan, hadith 4011 and Musnad Ahmad, Musnad, 'Asharah Al-Mubashsharin bi'l- Jannah, hadith 11246.

Shah, Dr. Muhamm ad Sultan, Justice Pir Muhammad Karam Shah Al-Azhari and his Qur'anic Exegesis "Diye' al-Qur'an", Lahore: Maktaba Jamal-e-Karam, 2008.

Taskhir Ahmad, Dr., Chand Yadin, Monthly Dia'-i-Haram, Shaykh al-Islam, October 1981.

Takhir Ahmad, Dr., Dar al-Ulum Diya' Shams al-Islam Sial Sharif Kay Sawa Sau Salah Khidmat, Lahore: 'Ilmi Printing Press, 1964.

Weekly Istaqlal Lahore, 10 February 1991.